یوسف عزیز مگسی کے خطوط

ایڈیٹر

شاہ محمد مری

Yousaf Aziz Magsi Chair
Yousaf Aziz Magsi Chair

یوسف عزیز مگسی کے خطوط

ایڈیٹر:

شاہ محمد مری

یوسف عزیز مگسی چیئر

یونیورسٹی آف بلوچستان، کوئٹہ

کتاب : یوسف عزیز مگسی کے خطوط

ایڈیٹر : ڈاکٹر شاہ محمد مری

اشاعت : 2017

قیمت : 200 روپے

زیر اہتمام : یوسف عزیز مگسی چیئر
جامعہ بلوچستان، کوئٹہ

Yousaf Aziz Magsi Chair
Yousaf Aziz Magsi Chair

انتساب

اُس خوش نصیب کے نام

جوُ جامعہ یوسفیہ' کا سنگِ بنیاد رکھے گا!

Yousaf Aziz Magsi Chair

Yousaf Aziz Magsi Chair

فہرست

صفحہ نمبر	خط نام	خط نمبر
13	بارہ اگست 1928 کو سہراب خان ڈومکی کے نام خط	1
14	سات ستمبر 1928 کو سہراب خان ڈومکی کے نام خط	2
15	تیئیس اپریل 1929 کو تاج محمد ڈوکی کے نام خط	3
16	اکیس جنوری 1930 کو تاج محمد ڈومکی کے نام خط	4
17	یکم فروری 1930 کو تاج محمد ڈومکی کے نام خط	5
18	18 دسمبر 1931 کو محمد امین کھوسہ بلوچ کے نام خط	6
20	20 دسمبر 1931 (سے قبل) محمد امین خاں کھوسہ بلوچ کے نام خط	7
22	14 فروری 1932 کو محمد امین کھوسہ بلوچ کے نام خط	8
25	یکم اپریل 1932 کو محمد امین کھوسہ کے نام خط	9
27	5 اپریل 1932 کو محمد امین کھوسہ بلوچ کے نام خط	10
29	8 اپریل 1932 کو محمد امین کھوسہ بلوچ کے نام خط	11
31	13 مئی 1932 کو محمد امین کھوسہ بلوچ کے نام خط (انگلش میں)	12
33	14 مئی 1932 کو محمد امین کھوسہ بلوچ کے نام خط (انگلش میں)	13
35	21 مئی 1932 کو تاج محمد ڈومکی کے نام خط	14

36	مئی 1932 کے بعد (؟) کا خط تاج محمد ڈومکی کے نام خط	15
40	تین ستمبر 1932 کو محمد امین خاں کھوسہ بلوچ کے نام خط	16
41	30 ستمبر 1932 کو سردار میر بلوچ خان کے نام خط	17
43	19 مارچ 1933 کو محمد امین کھوسہ بلوچ کے نام خط	18
45	14 اگست 1933 کو محمد امین خاں کھوسہ بلوچ کے نام خط	19
47	ستمبر 1933 کو محمد امین کھوسہ کے نام خط	20
49	محمد امین کھوسہ کے نام خط	21
50	محمد امین کھوسہ کے نام خط	22
55	4 نومبر 1933 کو محمد امین خاں کھوسہ بلوچ کے نام خط	23
58	وصیت	24
61	محمد امین کھوسہ کے نام خط	25
64	محمد امین کھوسہ کے نام خط	26
65	محمد امین کھوسہ کے نام خط	27
66	محمد امین کھوسہ کے نام خط	28
68	محمد امین کھوسہ کے نام خط	29
72	محمد امین کھوسہ کے نام خط	30
74	محمد امین کھوسہ کے نام خط	31
76	محمد امین کھوسہ کے نام خط	32
78	محمد امین کھوسہ کے نام خط	33
80	محمد امین کے نام خط	34
82	محمد امین کے نام خط	35
83	محمد امین کے نام خط	36
84	محمد امین کے نام خط	37

Yousaf Aziz Magsi Chair

85	محمد امین کے نام خط	38
87	محمد امین کے نام خط	39
89	محمد امین کے نام خط	40
91	محمد امین کے نام خط	41
94	محمد امین کے نام خط	42
95	محمد امین کے نام خط	43
99	محمد امین کے نام خط	44
101	مولانا عبدالکریم کے نام خط	45
103	مولانا عبدالکریم کے نام خط	46
105	مولانا عبدالکریم کے نام خط	47
107	مولانا عبدالکریم کے نام خط	48
109	مولانا عبدالکریم کے نام خط	49
110	مولانا عبدالکریم کے نام خط	50
112	محمد امین کھوسہ کے نام خط	51
113	ملتان سے تاج محمد ڈومبکی کو خط	52
115	23 مارچ 1934 کو محمد امین کھوسہ کے نام خط	53
119	24 مارچ 1934 کو امین کھوسہ کے نام خط	54
121	25 مارچ 1934 کو محمد عنقا کے نام خط	55
123	25 مارچ 1934 کو بمبئی سے الوداعی پیغام	56
126	24 مئی 1934 کو محمد حسین عنقا کے نام خط	57
128	دو جون 1934 کو لندن سے تاج محمد ڈومبکی کے نام خط	58
130	مولانا عبدالکریم کے نام خط	59
132	25 مئی 1935 کو میر شیر علی ننگرونی کے نام خط	60

4

ڈائریکٹر کا نوٹ

بلاشبہ یوسف عزیز مگسی کے لکھے ہوئے خطوط تک ہماری اولین رسائی ڈاکٹر انعام الحق کوثر کے جمع کردہ ''مکاتیبِ یوسف عزیز مگسی'' نامی 115 صفحات پر مشتمل کتاب سے ہوئی۔ یہ کتاب 1978 میں ''مجلس ترقی ادب لاہور'' چھپی تھی۔ اس کتاب کو اردو کے معروف ادیب و دانشور احمد ندیم قاسمی نے شائع کیا تھا۔ اس کتاب میں کُل 56 خطوط دیے گئے ہیں۔ یہ خطوط کوثر صاحب کو مگسی صاحب کے رفیق امین کھوسہ نے مہیا کیے تھے۔

موجودہ کتاب میں ہم نے تین چار سطروں کا وہ خط شامل نہیں کیا ہے جو کوثر صاحب کی کتاب میں شامل تھا۔ دراصل یہ خط مگسی صاحب نے نہیں لکھا تھا بلکہ امین کھوسہ نے مگسی صاحب کو لکھا تھا۔

بعد میں فروری 1937 کا ماہنامہ ''الحنیف'' جیکب آباد کا مگسی ایڈیشن ملا تو اندازہ ہوا کہ ایک پرائمری سورس وہ رسالہ بھی ہے۔ اس لیے کہ اُن خطوط کی اولین اشاعت وہیں ہوئی تھی۔ اس میں امین کھوسو کے نام دس خطوط ہیں اور مولانا عبدالکریم کے نام چھ خطوط ہیں۔

اسی طرح محترم ڈاکٹر خالد خٹک سے سالنامہ ''بلوچستان'' کراچی (16 جنوری 1939) موصول ہوا جس میں میر صاحب کے وہ 29 خطوط دستیاب ہوئے جو انہوں نے محمد امین کھوسہ (بی اے، ایل ایل بی) کو لکھے تھے۔ یہ ہفت روزہ گویا انعام الحق کوثر سے قبل دوسرا اہم سورس رہا۔

Yousaf Aziz Magsi Chair

پھر ہمیں ان خطوط کی ایک اور اشاعت ''حقیقت'' سبی (25 فروری 1965) کی ملی۔

ہم یوسف مگسی سے متعلق ہر موجود دستاویز کو دوبارہ چھاپنے کے ارادے کی تکمیل میں لگ گئے تو اُس کے خطوط کو سب سے پہلے چھاپنا چاہا۔ مگر ہماری خواہش تھی کہ کچھ اور خطوط بھی مل جائیں تو نسبتاً ایک مکمل ریکارڈ محفوظ ہو۔

اب کے ہمیں ہفت روزہ ''بلوچستانِ جدید'' کراچی (1934) کے ریکارڈ میں سے مگسی صاحب کے لکھے ہوئے دو اور خطوط ملے۔ یہ اُن خطوط کے علاوہ تھے جن کا ذکر ہم پہلے کر چکے۔ اُن کو تاریخ اور ریفرنس کے ساتھ موجودہ کتاب میں ڈال دیا گیا ہے۔

اسی طرح بہت عرصہ قبل جناب ملک فیض محمد یوسف زئی نے ہمیں ''پیغام'' کے نام سے مگسی صاحب کی ایک تحریر دکھائی تھی اور بعد میں اپنی کتاب ''یادداشتیں'' میں شامل کر دی تھی۔ یہ خط نما ''پیغام'' بہت طویل اور مفصل ہے۔ ہم نے اس پیغام کا موازنہ ''بلوچستانِ جدید'' میں دیے گئے پیغام سے کیا۔ اور یوں اِس خط نما پیغام کو بھی کتاب میں شامل کر دیا۔

اختر علی بنگلزئی صاحب نے اپنے والد میر شیر علی بنگلزئی، کے نام مگسی صاحب کا خط دکھایا۔ مختصر مگر بہت بامعنی۔ اُس نے ہمیں اس خط کی فوٹو کاپی عطیہ کی۔ اُس کو بھی شامل اِشاعت کیا جا رہا ہے۔ واضح رہے کہ یہ خط مگسی صاحب نے اپنی وفات سے محض پانچ روز قبل لکھا تھا۔

یوں اب یہ 60 خطوط بن گئے ہیں۔

ہم ان خطوط کو ''مکتوب الیہ'' کے نام خطوط کی بجائے ان خطوط کو تاریخ وار تسلسل سے مرتب کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ تاکہ اِن خطوط کے ذریعے مصنف کی سوانحی سرگزشت بھی سامنے آئے اور اُس زمانے کے سماجی معاشی اور سیاسی حالات سے بھی قاری کو آگاہی حاصل ہو۔ مگر اُس میں دشواری یہ ہے کہ سارے خطوط پہ تاریخ درج نہیں ہے۔ کوشش کی کہ خط کے مندرجات سے تاریخ کا اندازہ لگایا جا سکے۔ مگر، اگر ایسا بھی ممکن نہ ہوا تو وہ خطوط مکتوب الیہ کے خطوط کے حصے میں ڈال دیے گئے۔

مگسی صاحب کے خطوط میں اردو اور فارسی اشعار بہت استعمال ہوئے۔ مگر وہ خواہ ''الحنیف'' میں ہیں یا ''حقیقت'' میں، ''بلوچستانِ جدید'' میں یا ہفت روزہ ''بلوچستان'' کے سالنامے میں، اور یا پھر ڈاکٹر انعام الحق کوثر کی مرتب کردہ کتاب میں، چھپتے وقت تقریباً ہر جگہ کتابت کی غلطیوں سے بھرے ہوئے تھے۔ شعر وزن میں بالکل غلط لگتے تھے۔ ہم نے سائنس کی نعمتوں یعنی فیس بک، واٹس ایپ سے استفادہ کیا۔ ہر شعر لکھ کر اپنے دوستوں اور فیس بک کے عام قارئین سے مدد کی درخواست کی۔ کمال مدد ملی۔ عالموں سے نہ صرف درست اور اصل شعر حاصل ہوتے رہے، بلکہ شاعروں کے نام بھی موصول ہوئے، اور اُس مذکورہ شعر سے پہلے یا بعد کے اشعار بھی۔ یوں آپ کو اِس کتاب میں مگسی صاحب کے حوالہ سے دیے گئے اشعار کی درست صورت ملے گی۔

یوسف عزیز مگسی کی اپنی شخصیت کا تعارف، اُس کی تحریک اور پس منظر۔

ایک سو برس گزرنے کے بعد بلوچوں کی اپنی دو نسلیں بوڑھی ہو کر مر گئی ہیں تو بلوچوں کی تیسری پشت کو یہ سب کچھ معلوم نہیں۔

جاسوسی کی ایک رپورٹ کے مطابق نواب زادہ یوسف علی خان مگسی 10 جنوری 1933 کو یہاں لاہور پہنچا اور آج صبح 13 جنوری کی صبح ملتان روانہ ہوا۔ لاہور میں اپنے قیام کے دوران اس نے ''روزنامہ زمیندار'' کی ضمانت کے لیے 3000 روپوں کا انتظام کیا۔ زر ضمانت کل جمع کی گئی اور ''روزنامہ زمیندار'' اس صبح نمودار ہونا شروع ہوا

(انٹلی جنس بیورو، ہوم ڈپارٹمنٹ گورنمنٹ آف انڈیا 15/A_Gen/ 32

26 جنوری 1933)

نواب زادہ یوسف علی خان اپنے ملازم محمد سا ولد احمد علی راجپوت آف گجرانوالہ پنجاب، جیکب آباد سے 2 فروری 1933 کو سبی پہنچا۔ اور اس کا ارادہ دو ہفتے تک رہنے کا ہے۔

نواب زادہ یوسف علی خان عزیز مگسی 27 فروری 1933 کو سبی سے جیکب آباد کے لیے روانہ

Yousaf Aziz Magsi Chair
Yousaf Aziz Magsi Chair

ہوا۔یعنی وہ 25 دن سبی میں ٹھہرا۔

انگریز لکھتا ہے کہ:

27 فروری کو یوسف علی نے بلو یوصحرائی کو اپنا پروگرام بتاتے ہوئے کہا کہ مجھے "آل انڈیا مسلم کانفرنس" میں دہلی شرکت کرنے کی دعوت ملی ہے۔ میں آج سبی سے جیکب آباد روانہ ہوں گا جہاں سے اپنے گھر ملتان جاؤں گا جہاں سے کراچی جا کر حاجی عبداللہ ہارون سے ملوں گا۔۔

وہ 27 فروری 1933 کو سبی سے جیکب آباد کے لیے روانہ ہو گیا۔

نواب زادہ یوسف علی خان 11 مارچ 1933 کو لاہور سے سبی پہنچا۔

نواب زادہ محمد یوسف علی خان مگسی اپنے بھائی محبوب علی کے ساتھ 15 مارچ 1933 کو سبی سے کوئٹہ پہنچا۔

نواب زادہ یوسف عزیز مگسی 28 مارچ 1933 کو سبی سے سکھر روانہ ہو گیا

یوسف عزیز مگسی لاہور سے 13 اپریل 1933 کو سبی پہنچا اور 14 کو ڈھاڈر روانہ ہوا۔

نواب زادہ یوسف عزیز مگسی 7 مئی 1933 کو جھل سے سبی لوٹا ،اور اگلے دن کار سے کوئٹہ پہنچا۔ وہ کنگ ایڈورڈ میموریل سرائے میں putting up ہو رہا ہے۔

نواب زادہ یوسف عزیز مگسی 20 مئی 1933 کو کوئٹہ سے سکھر کے لیے روانہ ہوا۔اس نے اپنے موٹر ڈرائیور کو کار شہداد کوٹ لے جانے کو کہا۔

نواب زادہ یوسف عزیز مگسی محمد ایوب اور میر نور اللہ خان بی اے کے ساتھ 12 جون 1933 کو مستونگ سے کوئٹہ لوٹا ،عبدالعزیز کرد 12 جون 1933 کو مستونگ سے کوئٹہ پہنچا اور نواب زادہ یوسف عزیز مگسی کے ساتھ ٹھہرا ہوا ہے۔

نجات کراچی

23 مارچ 1935

نواب محمد یوسف علی خان مگسی ہز ہائی نس اور چیف کمشنر سے ملاقات کرنے کے بعد 11 مارچ کو روانہ ہو کر سکھر آئے اور دو دن قیام کے بعد شہداد کوٹ کی راہ سے یوسف آباد تشریف لائے ۔آپ نے یہاں عید منائی اور ہفتہ عشرہ گھر رہنے کے بعد آپ کوئی پروگرام بنائیں گے۔

اچھی امیدوں کے ساتھ

شاہ محمد مری

ڈائریکٹر

یوسف عزیز مگسی چیئر

یونیورسٹی آف بلوچستان، کوئٹہ

ستمبر، 2017

شکریہ

یوسف عزیز مگسی چیئر کے ڈائریکٹر کی حیثیت سے میں بلوچستان یونیورسٹی کے وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر جاوید اقبال، رجسٹرار طارق جوگیزئی ،اور ٹریژرار جیند خان جمالدینی کے تعاون کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔عبدالقادر رند، اور اسلام آباد سے فیصل ریحان کا شکریہ جنہوں نے انعام الحق کوثر کے مرتب کردہ خطوط کی کتاب دی۔ جناب شوکت ترین نے "بلوچستان جدید" کی کاپیاں ملیں، عطیہ کیں ۔پروفیسر خالد خٹک نے "بلوچستان" کا مگسی ایڈیشن مہیا کیا اور جناب اختر علی بنگلزئی نے اپنے والد کے نام مگسی صاحب کا لکھا ہوا (شاید آخری لکھا ہوا خط عطا کر دیا۔ یونیورسٹی بلوچستان میں

Yousaf Aziz Magsi Chair
Yousaf Aziz Magsi Chair

بلوچی ڈپارٹمنٹ کے ڈاکٹر حامد بلوچ اور پولیٹیکل سائنس ڈیپارٹمنٹ کے ظاہر مینگل کا شکریہ کہ وہ حوصلہ افزائی کرتے رہے۔

ان سارے علم دوست لوگوں کی مہربانی

پھر ہمیں ان خطوط کی ایک اور اشاعت ''حقیقت'' سبی (25 فروری 1965) کی ملی۔

خطوط

7

Yousaf Aziz Magsi Chair
Yousaf Aziz Magsi Chair

1

بارہ اگست 1928 کو سہراب خان ڈومبکی کے نام خط

12-8-28

بخدمت مشفق (و) مہربانِ دوستاں میر سہراب خاں صاحب دام ظلکم

اسلام علیکم ۔عنایت نامہ آں مہربان کا دستی موصول ہو کر باعثِ مسرت ہوا ۔یادآوری کے لیے مشکور ہوں ۔سخت خوشی حاصل ہوئی ۔بندہ آج کشمیر جانے کو تیار ہے ۔جلدی میں مفصل خط نہیں لکھ سکا ۔زمین لینے کے بارے میں پھر صلاح کریں گے ۔فقط

محمد یوسف علی خاں بقلم خود

2

سات ستمبر 1928 کو سہراب خان ڈومبکی کے نام خط

7-9-28

بخدمت مشفق مہربانِ دوستاں برادرم میر سہراب خان صاحب دام ظلکم

اسلام علیکم ۔عنایت نامہ موصول ہوا ۔نہایت خوشی حاصل ہوئی ۔بندہ پندرہ دن کے لیے بغرض تبدیلِ آب و ہوا کشمیر چلا گیا تھا ۔ایک ہفتہ ہوا کہ واپس آ گیا ہوں ۔افسوس کہ اس موقع پر بندہ جناب کی دعوت کھانے کے قابل نہیں کیونکہ کل کوئٹہ تیار ہوں ۔دو تین دن سندھ میں لگ جائیں گے اور ایک دن جیکب آباد اترنا پڑے گا ۔اگر جناب مجبور کریں گے تو کام میں قدرے نقصان کا احتمال ہے ۔انشاءاللہ تعالی واپسی پر تعمیلِ حکم کے لیے حاضر ہوں ۔انشاءاللہ تعالی اگر ممکن ہو سکا اور موقع ملا تو شاید جیکب آباد میں چند گھنٹوں کے لیے موقع ملاقات مل سکے ۔دوسرا حال عرض خدمت مستقیم کرے گا ۔

فقط محمد یوسف علی خان

بقلم خود

Yousaf Aziz Magsi Chair

Yousaf Aziz Magsi Chair

3

تیئیس اپریل 1929 کو تاج محمد ڈومبکی کے نام خط

ملتان سٹی

23-4-29

مکرمی!

وعلیکم اسلام، آپ کے لاتعداد عنایت نامہ جات موصول ہو کر باعث مسرت ہوئے۔ یاد فرمائی سے مشکور ہوں۔ لاہور گیا ہوا تھا۔ واپس ہونے پر، جس کو پانچ دن ہوئے، طبیعت قدرے بیمار رہی۔ آپ کے خط کا بحالت کمزوری جواب نہ لکھ سکا۔ آج طبیعت ٹھیک معلوم ہو رہی ہے۔ قلم اُٹھائی اور آپ کی خدمت میں لکھ رہا ہوں۔ آپ اب خوش رہیں کہ مجھ میں اب وہ دیوانہ سری جو کہ تھی نہیں رہی۔ البتہ اس کا خمار ہے۔ ایک ہفتے کے اندر جھل جاؤں گا۔ میر محبوب علی خاں کل بطرف جھل جا رہے ہیں۔ فقط

محمد یوسف علی خاں بقلم خود

4

اکیس جنوری 1930 کو تاج محمد ڈومبکی کے نام خط

سبی

21-1-30

سرفروشی کی تمنا اب ہمارے دل میں ہے
دیکھنا اب زور کتنا بازوے قاتل میں ہے

مکرمی جناب!

السلام علیکم۔ مزاج شریف! عنایت نامہ موصول ہو کر باعث مسرت ہوا۔ یادآوری کا مشکور ہوں۔ افسوس کہ مصروفیات زمانہ سے مجبور ہو کر جناب کو اتنا عرصہ کچھ نہ لکھ سکا۔ برادرم! زمانے کے نشیب فراز، بھائیوں کی بے وفائیاں، قوم کی بے اعتنائیاں کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ ان سب باتوں نے میرے دل و دماغ پر ایک سخت برا اثر کیا ہوا ہے۔ مرض نسیاں تو بالکل اب ڈیرے جمائے بیٹھا ہوا ہے کہ نکلنے کا نام تک نہیں لیتا۔ علیٰ ھذا القیاس دماغی و قلبی مرض ملحق ہو چکے ہیں کہ میں اپنے مہربانوں کے آگے سخت شرمندہ و نادم ہوں۔ اُمید (ہے) کہ آپ میرے مجبوریات پر نظر فرما کر مجھے معاف فرمائیں گے۔ انشا اللہ تعالیٰ ایک ہفتے کے بعد شاید جیکب آباد آؤں اور وہاں ملاقات میسر ہو۔

از طرف میر محبوب علی خاں عرض و مضمون (واحد)

بندہ محمد یوسف علی خاں بقلم خود

Yousaf Aziz Magsi Chair
Yousaf Aziz Magsi Chair

5

یکم فروری 1930 کو تاج محمد ڈومبکی کے نام خط

سبی

1-2-30

بخدمت مکرمی جناب!

تسلیم ۔عنایت نامہ موصول ہوا۔عنایت کا مشکور رہوں ۔

آپ کے آدمی کو واپس کیا جاتا ہے اور ہر طرح سے خیریت ہے ۔ابھی تک یہاں سے روانہ ہونے کی بابت کوئی علم نہیں ۔رمضان شریف کی آمد کی مبارک قبول ہو۔

بندہ محمد یوسف علی خاں بقلم خود

6

18 دسمبر 1931 کو محمد امین خاں کھوسہ بلوچ کے نام خط

(بنام جناب محمد امین خاں کھوسہ بی ۔اے،ایل ۔ایل ۔بی (علیگ) عزیز آباد ڈاک خانہ انہڑ واہ ،ضلع جیکب آباد،سندھ)

اللہ اکبر

18-12-1931 (ٹرین میں)

برادرم امین!

وعلیکم السلام ۔آپ کا خط مجھے کل ملا۔ایک مقام پر قیام نہ ہونے کی وجہ سے میری ڈاک بھی لامقام ہوتی ہے۔ ''زمیندار'' میں ''انجمن معلمین بلوچی علی گڑھ'' کی طرف سے مگسی معاملے پر اظہارِ ہمدردی نظر سے گزرا، آپ کی یاد تازہ ہوگئی،شکریہ۔جدید خان آف قلات کی چٹھی آئی ہے کہ ہم وہاں جاکر اپنے مطالبات ان کے حضور پیش کردیں۔22 کو جانے کا ارادہ ہے۔مگر معلوم ہو رہا ہے کہ بصورتِ عدمِ فیصلہ ممکن ہے کہ ہماری آزادی وہاں سلب کرلی جائے ۔بہرحال اب تک اندھیرے میں ہیں ۔جانا تو ضرور پڑے گا۔بفضل خدا کامیابی کے اچھے مرحلے تک پہنچ چکے ہیں ۔یہ خط ٹرین کے ہچکولوں میں لکھ رہا ہوں ۔آپ کے نیک مشورہ ''احتیاط'' کا شکریہ۔مگر یاد رکھیں کہ:

اگر تیغ عالم بہ جنبد ز جائے

Yousaf Aziz Magsi Chair
Yousaf Aziz Magsi Chair

نہ بردر گے تا نہ برد خدائے

الا ان حزب اللہ ہم الغالبون ۔

آپ کا بھائی

ایم ۔ یوسف علی مگسی

11

7

20 دسمبر 1931 (سے قبل) محمد امین خاں کھوسہ بلوچ کے نام خط

(اس خط کے لفافے پر محمد امین کھوسہ نے وصول کرنے کی تاریخ 20 دسمبر 1931 لکھی ہے ....کوڑ 37)۔

اللہ اکبر

سندھی شیکسپیر یعنی امین بھائی!

تمہاری دلچسپیوں کا مرقع ملا۔ واقعی تم قابل ڈراماٹسٹ بن جاؤ گے، اگر واقعات حق میں رہے تو۔

آپ کو پچھلے دنوں ''زمیندار'' کی چند کاپیاں بھیجی تھیں جن سے میرا مقصد اشاعت تھا، تا کہ میری نالہ فشانی کسی کو میرا ہمنوا بنا سکے۔ روتا ہوں کہ اوروں کو رلاؤں۔ اگر کسی بھائی نے اس اشاعت سے کچھ اور معنی سمجھے ہیں تو اُسے خدا سمجھے۔

میں کوئٹہ کیوں نہیں آتا؟ واقعی عجیب سوال ہے۔ احباب کا ایک فرقہ میرا شاکی ہے کہ ''میں کوئٹہ کیوں نہیں آتا؟'' دیگر فرقہ نوحہ بلب ہے کہ ''میری آوارہ گردی سے آخر میرا مقصد کیا ہے؟''۔ حقیقت تو یہ ہے کہ میں خود حیران ہوں۔ ''نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن''۔ میرا خیال ہے کہ میں اچھا کر رہا ہوں۔ اگر آپ ایسا نہیں سمجھتے تو آئیں اور مجھے لے جائیں۔ کیا آپ ''چرپی خانہ بنا

Yousaf Aziz Magsi Chair
Yousaf Aziz Magsi Chair

12

رکھا ہے ہم نے اپنے زنداں کو" کے زیرِ عنوان میرا کوئی خط دیکھنا چاہتے ہیں؟ ۔ میں اس سے گھبراتا نہیں ۔ میں اس کا، اگر خدا نے چاہا، شاندار خیر مقدم کرنے سے نہ ہچکچاؤں گا ۔ مگر ابھی نہیں ۔

وقت آنے دے بتا دیں گے تجھے اے ۔ ۔
ہم ابھی سے کیا بتائیں کیا ہمارے دل میں ہے

تمہاری خودداری یا استغنا اب ضدیت اور روکھی پھیکی علیکیت کا جامہ اختیار کر رہی ہے ۔ اچھا بھائی، مت آئیں اور ہماری پہلی غلطی کو معاف فرمائیں ۔

اگر یہی لیل و نہار رہے اور یہی حالت ہے تو کیا میں آپ کی تیاری اور انتظام پاسپورٹ وغیرہ کی طرف سے مایوس نہ ہو جاؤں؟ ۔ ایک پیکٹ "سیرت" جس میں کچھ انگریزی اور کچھ اردو کا پیاں ہیں، بغرض اشاعت بھیج رہاں ہوں ۔ اب طبیعت ۔ ۔

عزیز

(پتہ: برطالعہ برادرم محمد امین خاں کھوسہ بلوچ 25 ۔ میرس ہوسٹل، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، یو ۔ پی)

8

14 فروری 1932 کو محمد امین کھوسہ بلوچ کے نام خط

پنجک (بلوچستان)

14-2-32

پیارے بھائی امین!

وعلیکم السلام!

گو میں رہا رہینِ ستم ہائے روزگار
لیکن ترے خیال سے غافل نہیں رہا

آپ کے متعدد خطوط، جن میں سے ہر ایک بجائے خود ۔ ۔ ۔ تھا، عین اُس حالت میں جب کہ دنیاوی دھندوں سے بالکل اکتا کر آپے سے باہر ہونے کی نوبت پہنچ جاتی، موصول ہوتے رہے اور میں ان سے تسکین حاصل کرتا رہا ۔

خوشامد نہیں اور نہ مجھے اس کی عادت ہے ۔ یہ حقیقت ہے کہ آپ کے ہر ایک خط میں سے کوئی نہ کوئی سبق حاصل کرتا رہا ہوں ۔ اور گذشتہ ایامِ جد و جہد میں تباہیِ صحت کے بعد مرگ یا اس کی کسی قریبی منزل تک پہنچنا لازمی ہے ۔ میری موجودہ صحت (زندگی) کے بقا میں آپ کے چٹکلے دار

Yousaf Aziz Magsi Chair
Yousaf Aziz Magsi Chair

خطوط کو بہت اہمیت حاصل ہے۔

قسم ہے آپ کی کہ ہم بھی کبھی مُلا رموزی کے (استاد نہ سہی) ہم پایہ سمجھے جاتے تھے اور تین تین چار چار صفحات پر بلا دھڑک و بلا سوچے گلابی اُردو کا آسمانی لہجہ لکھتے تھے اور جھکتے تھے ہی نہیں۔

احباب کے جوابی خطوط اس پر گواہ ہیں کہ ہم مُلا رموزی (ننھے میاں کی والدہ کے بغیر) ہوتے جاتے ہیں۔ مگر کیا کیا جاوے اس غیر متوقع اور بے محل ایام شباب کی لیڈری کو جو ہمارا عندیہ دریافت کیے بغیر قضائے مبرم کی طرح گلے پڑ گئی ہے اور جیل بھیجے یا سر کو زیب دار کیے بغیر پیچھا نہیں چھوڑے گی۔ ہم جیسے کور ذوق آدمی بھلا منشائے فطرت یا مصلحتِ الٰہی کو کیا سمجھیں، سوائے اس کے کہ مولانا اور لیڈر کے خطابات نے ہمارے شباب اور اس کے لوازمات (تاثرات نہیں) کا خون کر دیا ہے۔ امین بھائی! بخدا مجھ سے زیادہ آپ میں لیڈر یا مولانا بننے کی اہلیت ہے۔ کہیے، یہ سودا منظور ہے؟۔ ماتم شباب کا ایک ننھا سا گیت، جو آج کل ہمارے وردِ زبان ہے، سناتا ہوں:

یا دایا میکہ میں لیڈر نہ تھا

آج بمشکل فرصت نکالی ہے۔ وہ بھی اس طرح کہ خیمے میں بیٹھا ہوا ہوں اور بیرونِ خیمہ 500 سے زائد کا مجمع ہمارے درشنوں کا مشتاق، تمنائے دیدار میں ''اُبا سیاں'' (میں اس سندھی لفظ کو اس مقام پر موزوں سمجھتا ہوں) لے رہا ہے۔

اپنے قائم گنج والے دوست کی ستم ظریفی ملاحظہ فرمایئے کہ گویا اس وقت زمرۂ عشاق میں مجنوں کی حیثیت رکھتے ہیں اور اپنے سلام کی اہمیت کو اس طرح ظاہر فرماتے ہیں کہ ''یہ ہمارے سلام اپنے حسین ہونے کے سرٹیفکیٹ کی صورت میں نہ پیش کریں۔'' کیا یہ سچ ہے کہ جسے آپ کے مجنوں صاحب (میں اب انہیں مجنوں صاحب کے لقب سے خطاب کرتا رہوں گا) سلام لکھ دیں وہ (چاہے کس قدر سیاہ ہی کیوں نہ ہو) حسین و جمیل بن جاتا ہے۔ اگر ایسا ہے تو موجودہ اقتصادی بدحالی سے رستگاری کا ایک نیا اور زریں موقع ہے، یعنی اشتہارات کے ذریعے مشتہر کر دیا جائے کہ ''حسین بننے کے تمنائی ''لیڈیز اور لیڈاز'' بجائے کریم اور پوڈر وغیرہ پر ہزاروں روپے خرچ کرنے کے فی الفور ایک عدد سلام حضرت مسیح الملک چودھویں صدی کے مجنوں علامہ۔ قائم گنجی سے برزخ۔ طلب

فرما کر حسین بن جائیں۔''

اگر فی سلام ایک روپیہ بھی رکھ دیں تو فرانس اور امریکہ کی تمام دولت ایک سال میں داخلِ ہندوستان ہو سکتی ہے۔ وہ کام (یعنی اقتصادی خوشحالی) جسے برسوں میں گاندھی اور مولانا شوکت علی اینڈ کو وغیرہ حل نہ کر سکے، بہ آسانی حل ہو جائے گا۔ جب روپیہ ہاتھ آ گیا تو اسلحہ خریدنا بھی سہل ہو جائے گا، اور اس طرح علامہ اقبال کے خواب (ہندوستان میں اسلامی ریاست) کی تعبیر کا سہرا حضرت قائم گنجی کے سر مبارک پر آ جائے گا۔ اور مفت کی بے مشقت ضیغمیتِ اسلام بھی، مجنونیت بھی اور مسیح الملکی بھی۔

میں خود ان کو مفصل لکھتا مگر افسوس کہ کوئی حسین اپنے عاشق کی اس قدر جلد حوصلہ افزائی نہیں کر سکتا۔ آپ انہیں نفسِ مضمون یا اصل خط سے آگاہ کیجیے اور لکھ دیجیے کہ:

''اے ناشناختہ چاہنے والے! یقین رکھ کر حسنِ یوسف بے نیاز ہے تیرے سلام کو بطور سرٹیفکیٹ پیش کرنے سے اور میرا احسن یہ ہے۔ ....محبتِ نوعِ انسان''۔

اچھا اب آپ اور قائم گنجی حضرت دونوں معاف فرماویں۔ امین بھائی! آپ کے ملنے کی کشش مجبور کر رہی ہے کہ علی گڑھ پہنچوں۔ اگر چاہا اللہ پاک نے تو پہنچ جائیں گے بیچ مارچ سالِ رواں کے۔

اپنے علی گڑھ اور علیگوں کو ایک سلام۔

خان قلات کو جو ایڈریس پیش کیا گیا تھا، وہ بھیجتا ہوں۔

دوسری ڈاک میں بلوچی ترانہ دیکھیں۔

عزیز

(پتہ: برادرم محمد امین خاں متعلم مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، موریس ہوسٹل نمبر 5۔ علی گڑھ، یو۔ پی)

(جناب محمد امین نے لفافے پر لکھا ہوا ہے ''سرداری اولیں مرتبہ حاصل کرنے کے بعد کا خط اولین'' لفافے پر گول مہر لگی ہوئی ہے جس کے مرکز میں ''مگسی بلوچ'' اور باہر ''نوابزادہ ایم یوسف علی خاں'' بزبان انگریزی موجود ہے)۔

Yousaf Aziz Magsi Chair
Yousaf Aziz Magsi Chair

9

یکم اپریل 1932 کو محمد امین کھوسو کے نام خط

1.4.32

لاتھنوا ولاتحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین

اللہ اکبر

دی شیخ با چراغ ہمے گشت گردِ شہر
کز دیوودد ملولم و انسانم آرزوست
زیں ہمرہان سست عناصر دلم گرفت
شیرِ خدا و رستمِ دستانم آرزوست
تیر وسنان وخنجر وشمشیر م آرزوست
بامن میا کہ مسلکِ شبیرم آرزوست

بھائی امین!

سلام ہو تجھ پر۔ میرا ارادہ ہے کہ ایک ہفتہ وار اخبار نکالوں اور اس کا نام "صراط مستقیم" رکھوں، جس کا مقصد تبلیغِ دینِ الٰہی اور عالمِ اسلام کو دعوتِ اتحاد ہو۔ کیا آپ اپنے زریں مشورے

سے مجھے مستفید کر سکتے ہیں؟ اگر ایک قدم آگے بڑھ کر یہ کہہ سکوں کہ اس بظاہر کٹھن اور پُر خار مگر حقیقتاً آسان تر راہ میں آپ میرے رفیق بن سکتے ہیں، تو کیا اس کا جواب میری امیدوں کی شکست میں نہیں ہوگا۔ تسلیم کہ آپ نسبتاً خاندانی ہیں اور جائداد کے مالک ہیں اور اس راہ میں پڑ کر والد صاحب کی خفگی کے علاوہ اور بھی ہر طرح کے خسارے ہی میں رہیں گے۔ مگر بھائی جان! کبھی دیکھا بھی ہے اپنے خالق کا یہ حکم کہ انما اموالکم واولادکم لکم فتنۃ، اگر ایسا مال اور ایسی اولاد اور کوئی ایسی محبوب چیز جو راہِ خدا میں مانع ہو اور راہِ خدا پر چلنے سے مال اور اولاد کے تلف ہو جانے کا خطرہ رکاوٹ ہو، تو یقیناً یہ تمہارے لیے ایک فتنہ ہیں۔ اگر ذرا با معانِ نظر دیکھیں تو ہمارا یہاں کچھ بھی نہیں۔ باپ سے تعلق نہیں، ماں سے واسطہ نہیں، بیٹے سے غرض نہیں۔ مال و جائداد تو ویسے ہی ایک فسادِ آدمیت سے کم نہیں۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) بس جی اللہ کے لیے۔ پھر اگر یہ عقیدہ رکھتے ہوئے ہم عمل سے ہچکچائیں تو کیا ہماری حالت اس فوجی فرد یا رجمنٹ کے مطابق نہیں ہوگی جو اپنے "بارکوں" میں کمبل اوڑھے "جارج پنجم جارج پنجم" کی رٹ لگائے رکھیں؟۔ اور جرنیل کی طرف سے دعوتِ سرفروشی کے وقت ہزاروں حیلے اور بہانے بنا کر جنگ سے جی چرائیں؟۔ کیا ایسا سپاہی جرنیل کی نظروں میں کبھی مستحقِ عزت ہو سکتا ہے؟۔

خیر بہر حال میں اپنی رائے کے متعلق مشورے کا خواہش مند ہوں۔

"دہلی میں جب معالج کے سامنے پیش ہوا تو بعد معائنہ نبض ارشاد ہوا کہ اوہو! آپ اس کو معمولی بات سمجھتے ہیں؟۔ حرارت جگر اپنے انتہائی درجے تک پہنچ چکی ہے۔ سرد اور مقوی جگر شربت آپ کو بنا کر دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ آپ کسی ٹھنڈے مقام پر قیام کریں۔ کیا آپ شراب استعمال کرتے ہیں؟۔ نعوذ باللہ اس بے چارے کو کیا علم کہ یہاں تو یہ قصہ ہے کہ:

مشعل بنا کے تابشِ داغِ جگر کو میں
راتوں کو ڈھونڈتا ہوں تری رہگذر کو میں"

اچھا خدا حافظ

محمد یوسف علی عزیز بلوچ

Yousaf Aziz Magsi Chair
Yousaf Aziz Magsi Chair

Letter

اچھا دیکھیں گے کہ 12 تاریخ کو ضمیر کا کیا ارشاد ہوتا ہے۔امید تو کافی ہے۔

خدا حافظ۔

عزیز

15

10

5 اپریل 1932 کو محمد امین خاں کھوسہ بلوچ کے نام خط

لاتھنوا ولاتحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین
اللہ اکبر

5-4-1932

حضرت امین!

13 اپریل کو علی گڑھ پہنچوں گا۔بس اور کچھ نہیں لکھتا کہ تمام مواد اگر تحریروں میں ہی ختم ہو گیا تو باتیں خاک ہوں گی۔

ہم نے آپ کو دعوت دی کہ کچھ عرصہ یک جا جنگلوں میں، پہاڑوں میں سیر کرتے پھریں۔اور اگر انسان نہیں سنتے یا بالکل انسان دنیا میں رہے ہی نہیں تو درختوں کو، پہاڑوں کو اپنا رونا سنائیں۔اور ساتھ ہی یہ سنّت بھی کہ ''دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے'' پوری ہو۔چہ خوش کہ بغیر خطرے کے مجاہدوں میں داخل ہو جاویں۔مگر آپ نے تو ''سندھ'' کا آخری دم چھلا لگا کر اس قدر مایوس کر دیا کہ جی چاہتا ہے کہ نہ تو علی گڑھ آئیں اور بس آپ سے قطعاً القط کر دیں۔

Yousaf Aziz Magsi Chair
Yousaf Aziz Magsi Chair

11

8اپریل 1932 محمد امین کھوسہ بلوچ کے نام خط

لاتھنوا و لاتحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین

اللہ اکبر

8-4-1932

خریدیں جسے اپنے خوں سے نہ ہم بھی
مسلماں کو ہے ننگ وہ پادشاہی

میرے روحانی انیس امین!

السلام علیکم ۔تقریباً تین چار ماہ سے مجھے اس امر سے روحانی اذیت محسوس ہورہی تھی کہ کیوں کاغذات پر، میرے بکسوں پر، میرے نام کے آگے"نواب زادہ" کا ناجائز بدنما دھبالگا ہوا ہے ۔اگر میں خود نواب نہیں تو کیوں کر اپنے باپ کی نوابی سے اپنے آپ کو مشہور کروں۔الغرض آج صبح

اُٹھتے ہی کسی بورڈ نویس کو دکان سے گھسیٹ کر لایا اور اُسے کہا کہ جلدی اس "نواب زادہ" کے منحوس دھبے سے مجھے دھوڑالو۔تین بکس تھے، سب کو صاف کروا کر صرف اپنا اصل نام لکھوا دیا اور مگسی کا لفظ بھی کھدوا ڈالا۔صرف بلوچ لکھوایا۔ مجھے تو سچ اگر پوچھیں تو مسلمان اور بلوچ بس یہ لفظ ہی پیارے لگتے ہیں ۔اس سے بھی بڑھ کر"انسان"۔مگر اس کے سمجھنے کی تمیز ہے کہاں آج کل کے ڈارون زادوں کو جن کی عادات ہی"بوزنے" سے ملتی جلتی ہیں۔

باقی رہے کاغذات،تقریباً چار سو سے زائد چھپے ہوئے فارم موجود ہیں۔انشاء اللہ ایک ہفتے کے اندر جلا دوں گا، یا کہیں تو آپ کو بھیج دوں۔اور دہلی میں اور ایک دو پیڈ چھپوالوں گا۔

اچھا 14 تک ضرور وہاں رہیں۔ میں ضرور علی گڑھ آؤں گا۔اگر چہ گرمی کی برداشت مشکل نظر آتی ہے، خاص کر اس حالت میں جب کہ سرد مقام سے اچانک گرم میں داخل ہونا پڑے، مگر پرواہ نہیں۔امین موجود ہے جس کی موجودگی میں یہ خطرہ تو ہرگز نہیں ہوسکتا کہ جنازہ اور کفن یتیم خانے پر بوجھ پڑے۔

خادمِ ملت آپ کا عزیز

Yousaf Aziz Magsi Chair
Yousaf Aziz Magsi Chair

17

خطاب بہ ذاکرِ مرثیہ خواں

از جوش ملیح آبادی

سن کے مل مردوں کی تیوری پر نہ آنا چاہیے
زندگی کے آنسوؤں پر مسکرانا چاہیے

"مدینہ" کی تازہ اشاعت دیکھیے، مجھے بقیہ حصہ یاد نہیں رہا۔

Write me C/o Post Master Lahore

Tell my father request

Yousuf

اپنا عکس بھیج رہا ہوں، اپنی یاد دلانے کو، گر بھول پڑے۔

12

13 مئی 1932 کو محمد امین کھوسہ بلوچ کے نام خط

Dear Amin,

Having to day for lahore in connection many matters with multani hindus. Amin be shure that I remember you always and see you always, though I am passing a full of worrieslife.

When you are coming Lahore to me? and what business you made for yourself in Sindh?

Your looking glass is here write me recording it.

Yours Sincerely

M. Yousuf Ali Aziz

Pay my best Salams to your 'Abba' and Pay him congratulations on my behalf.

Yousaf Aziz Magsi Chair
Yousaf Aziz Magsi Chair

13

14 مئی 1932 کو محمد امین کھوسہ بلوچ کے نام خط

لاتھنوا ولاتحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین
اللہ اکبر

Dear Amin,

To day I got a letter from you which was undated and neither there was written the name of place. I am thinking that you might broken your journey . I wrote you a letter yesterday. Tomorrow or day after tomorrow I Shall leave Lahore for Multan. I shall Wait for your letter there c/o Post master.

What more I Write about myself and except that :

تو اے کبوترِ بامِ حرم چہ میدانی
تپیدنِ دلِ مرغانِ رشتہ برپا را

Please don't laugh if you see mistakes in my English.

What about Your 'Abba' any letter from him? And When he

is reaching at karachi and when you are leaving for Karachi?

Any letter from Bachoo?

Please Write him my salams when you write him letter and pay my heartly "ASLAM ALEIKUM" to Mr. Taj Mohammad Khan if you see him and tell him that....

کٹ کے گر جائیں گے اے قیدیِ زندانِ ستم
تجھ کو احساسِ گراں باریِ زنجیر تو ہو

And tell him that O commrade:

تیر وسنان وخنجر وشمشیرم آرزوست
بامن میا کہ مسلکِ شبیرم آرزوست (اقبال)

بلوچم وشجاعتِ بلوچم آرزوست
خیزید اباز نعرہ اسلام آرزوست (عزیز)

آپ کا عزیز بلوچ

Yousaf Aziz Magsi Chair
Yousaf Aziz Magsi Chair

14

21 مئی 1932 کوتاج محمد ڈومبکی کے نام خط

رفیق محترم سردار میر تاج محمد خاں ڈومبکی سلامت باشید

سلام مسنون ! آپ کے ساتھ نامہ و پیغام کا سلسلہ اچانک بند ہوگیا اور یہ آپ کی علالت اور میری مصروفیات کے باعث ہوا۔ لیکن آپ کے خیریت نامے سے ظاہر ہوا کہ آپ نے مجھے بھلایا نہیں۔ قریبی عرصے سے میرا ارادہ سندھ بالخصوص جیکب آباد میں (جو مرکز ہے بلوچوں کا) بلوچ بھائیوں کی امداد سے فی الحال ایک انجمن حزب اللہ یعنی خدائی فوج کی بنیاد ڈالنے کا ہے، جس کے اغراض ومقاصد واضح ہیں۔ یعنی دین الٰہی اور قیام بہ دین الٰہی کی تبلیغ۔ باقی جو کچھ ہوگا ان دوشقوں کے تشریحی سلسلے میں محسوب ہوگا۔

"خیر الناس من ینفع الناس"، یعنی لوگوں میں سے بہتر وہ ہے جو دوسرے لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ آپ کی رائے اور مشورے کا منتظر رہوں گا۔

آپ کا مخلص
ایم یوسف عزیز، جھل مگسی
21 مئی 1932

15

مئی 1932 کے بعد کا خط تاج محمد ڈومبکی کے نام خط

خدا آپ کو تاجِ اسلام کا بہترین نگینہ ثابت کرے۔ آمین!

سلام ہو تجھ پر میرے خالق کا۔

نوازش نامہ ملا، شکریہ

میرے متعلق جناب کا حسنِ ظنی نظریہ مجھے مجبور کرتا ہے اس عرض کرنے پر کہ:

ہر کسے از ظنِ خود شد یارِ من
وز درونِ من بجست اسرارِ من
سرِ من از نالہِ من دور نیست
ہر یکے را ایک چشم و گوش نیست

اپنی شخصی آزادی کے سلسلے میں عرض ہے کہ اس غلامی اور اس پابندی کے بغیر، جو مخلوق کو اپنے خالق کے ساتھ ہے اور ہونی بھی چاہیے، بفضلِ خالقِ جلیل میں ہر قیود سے آزاد ہوں۔ کسی ملک کے قانون کا کوئی دفعہ مجھ پر اثر انداز نہیں ہوسکتا، سوائے قانونِ الٰہی کے جو بشکل قرآن میرے سینے میں ہے۔

قریبی عرصے میں میرا ارادہ ہے سندھ، بالخصوص جیکب آباد (جو مرکز ہے بلوچوں کا) آنے کا، اور بلوچ بھائیوں کی امداد سے فی الحال ایک انجمن "حزب اللہ" (یعنی خدائی فوج) کی بنیاد ڈالنے کا، جس کے اغراض ومقاصد واضح ہیں۔ یعنی تبلیغ دین الٰہی وقیام بروئے دینِ الٰہی۔ باقی جو کچھ ہوگا ان دوشقوں کے تشریحی سلسلے میں محسوب ہوگا۔

"خیر الناس من ینفع الناس"

باقی ابھی بہت جی چاہتا ہے کچھ اور لکھنے کو۔ مدت کے دبائے آہ ونالہ برسرِ پیکار و آمادہِ بغاوت ہیں مگر بلوچ قوم کی بلوچیت مانع ہے۔

وہ اپنی ضد نہ چھوڑیں گے، ہم اپنی وضع کیوں بدلیں
سبک سر ہو کے کیوں پوچھیں کہ ہم سے سرگراں کیوں ہو

اگر یہ اعتباری امر ہو سکتا ہے کہ کوئی ایک سمندر کے کنارے کھڑے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھا اُٹھا کر طوفانوں کو دعوت دے رہا ہو تو وہ بلوچ ہی ہو سکتے ہیں:

مٹا دوں گا تری بلوچیت کو ہاں مٹا دوں گا
تجھے پھر خالد و حیدر سا مسلم کر کے چھوڑوں گا

مگر۔۔۔۔کاش گلشن میں سمجھتا کوئی فریاد مری

(حاشیے پر کسی کا نوٹ: "کیوں جی! اور کوئی ہو نہ ہو، ہم تو ہیں۔ بفضلِ ایزدی آپ کے بنائے ہوئے، تیری فریاد کو سمجھنے والے")۔

آپ چند صدیاں پیچھے چلے جایئے۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ بارہا انسانیت معرض خطر میں پڑ چکی ہے اور ہمیشہ کسی جماعت نے نہیں، کسی دردمند دل کی صدائے دردنے ہی اسے بچایا ہے۔ اور جب تک نظامِ کائنات قائم ہے اور اس کا اس دستور پر قیام منشائے فطرت ہے، تب تک عروج وزوال کی تبدیلیاں ہوتی رہیں گی۔

تلک الایام نداولھا بین الناس (الخ)

ان ایامِ (عسرت وراحت) کو آدمیوں میں ہم تبدیل کرتے رہتے ہیں۔ جو قوم یا

جماعت بقائے اصلح کے اصولوں پر کاربند ہے وہ راحت میں ہے۔ خلافتِ ارضی کا خدائی پروانہ اس کے لیے جاری ہو چکا ہے اور وہ اسی حالت میں رہیں گی جب تک کہ ان اصولوں کو ترک نہ کرے اور صراطِ مستقیم سے نہ بھٹکے۔ مگر یاد رہے کہ خدائے قدوس کے نزدیک انفرادی زندگی کی صلاحیت جماعتی منفعت کے لیے کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ قرآن مجید میں جہاں کہیں ہمیں طریقِ استدعا بتلایا گیا ہے وہ جماعت کی طرف سے ہے، فرد کی طرف سے نہیں۔ سورۃ فاتحہ کو دیکھیے۔ اھدنا الصراط المستقیم ہے، اھدنی الصراط المستقیم نہیں ہے۔ انعمت علیہم غیر المغضوب الیھم۔ یہ سب جمع کے صیغہ جات ہیں۔ افسوس کہ میں آج کل چند الجھنوں میں الجھا ہوا ہوں ورنہ بتلاتا اور یقیناً ثابت کرتا کہ وجہِ تخلیق دین اسلام صرف خلافتِ ارضی کے لیے سابقہ جماعتوں کا نااہل ثابت ہونا ہے۔ اگر پیروان موسیٰ اہل رہتے تو عیسائیوں کی ضرورت ہی نہ تھی۔ اگر عیسائی اہل رہتے تو مسلمان کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ اور اب اگر مسلمان اس کے اہل نہیں رہے تو یہ امانت، یہ ذمہ داری اگر پھر عیسائیوں کے پاس عارضی طور پر چلی گئی ہے تو کوئی مقامِ حیرت نہیں۔ اب دیکھیے کہ عیسائی بھی نااہل ہوتے جارہے ہیں۔ مدت "الیکشن" (انتخابات) قریب تر ہے۔ اگر مسلمانوں نے سعی وعمل کو پھر اختیار کیا، اپنے نصب العین کی وسعت میں کوشاں رہے، اصلاح اور خلیفہِ خدا کے ہیجان انگیز ولولوں نے سینوں کو معمور کیا اور اللہ والے بنے، اپنے روٹھے ہوئے خالق کو منانے کے لیے پھر اُس کی طرف بے اختیار دوڑ پڑے تو تمام کائنات ومافیہا پر اس کی حکومت اس کی قسمت ہوگی۔

۔اللہ الذین آمنو منکم وعملو الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم (الخ)۔

اقرار ایمان کے ساتھ شرط ہے کہ اعمال صالح بھی کرو تو خلافتِ ارضی یقیناً تمہاری ہے۔ لفظِ صالح کی تشریح کے لیے جہاں فرصت کی ضرورت ہے وہاں سامعین کی بھی اور یہاں فی الوقت دونوں مفقود ہیں۔

بہرحال ہم یاس وحرماں کی رٹ (حاشیے پر کسی نے لکھا ہے بلکہ بین السطور "ہوئے تو دوست کسی "رٹ" لگانے کے لیے پیدا۔ وہ یاس وحرماں نہ بھی ہو اور کچھ ہی") لگاتے رہنے کے

Yousaf Aziz Magsi Chair

لیے پیدا نہیں ہوئے، چاہے فضا اور جماعتی جمود کی حالت اس سے بدتر ہو جائے۔ وکذا لک منکم اوۃ یدعون الی الخیرو یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر (الخ):

من ہر چہ شرطِ بلاغ است باتو میگویم
تو خواہ ازسخنم پند گیرو خواہ ملال

جہاں کہیں میں نے قرآنی آیات کا غیر مکمل خلاصہ پیش کیا ہے، آپ کا فرض ہے کہ اس کو مکمل کر کے اس کا مطلب سمجھیں۔ مجھے ان کے بقیہ حصے اولاً تو فی الوقت یاد نہیں رہے اور ساتھ ترجمہ لکھنے سے عدیم الفرصتی مانع تھی، اور قرآن حکیم کا نسخہ اس وقت موجود نہ تھا، اس لیے جلدی میں چند اشارات پر ہی مکتفی ہوا۔ اخیر میں عرض ہے کہ دل کو بندہ کے اس ذیل کے فی البدیہہ شعر سے معمور رکھیے گا:

من شیر نوجوانم ومیدانم آرزوست
در دشتِ کربلا یکے جولانم آرزوست

باقی باقی ....

آپ سب کا غمخوار، خادم ملت۔عزیز

21

16

تین ستمبر 1932 کو محمد امین خاں کھوسہ بلوچ کے نام خط

لاہور

3-9-32

پیارے بھائی امین!

السلام علیکم۔ سکھر آرہا ہوں۔ غالباً 5 سے 7 دن تک وہاں رہوں گا۔ کیا آپ مجھے وہاں ملیں گے؟۔ میں ملنے ملانے کا قائل نہیں رہا۔ صرف تمہاری تشفی کے لیے لکھا ہے۔ جیسی منشا ہو، ویسے کیجیے۔ اور کیا لکھوں؟۔ تنہا ہی میرا کمرہ ہے، ھُو کا عالم۔ نہ آدم، نہ اس کے ہیجان پرور لوازمات۔ خدا کرے ہمیشہ ایسی فضا ہو، ایسا عالم ہو۔ فقط۔

ٹکٹ بھی موجود نہیں۔ آپ ضرور ملیں۔ یہ جذبہ بھی دامنگیر ہے، اس لیے بے رنگ ارسال ہے۔

ہاں، بھول گیا۔ مبارک ہو کامیاب ہونے کی امتحان ایف۔اے، کے۔ شاباش میرے بہادر! تو نے محبت پر علم وغیرہ کو نثار کیا تو محبت بھی علم وغیرہ تمام اشیا کو تم پر نچھاور کر دے گی۔

عزیز

Yousaf Aziz Magsi Chair
Yousaf Aziz Magsi Chair

زیادہ خیریت ہے۔ دعا ہے کہ خدائے برحق آپ کو بمعہ لواحقین خیر و عافیت سے رکھے۔

تحریر 30 ستمبر 1932

الراقم

نواب زادہ میر محمد یوسف علی خان عزیز مگسی بلوچ
بمقام ملتان
بندہ محمد یوسف علی خاں بقلم خود

17

30 ستمبر 1932 کو سردار میر بلوچ خان کے نام خط

مکرم بندہ جناب سردار میر بلوچ خاں صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہم نے طے کیا ہے کہ آل انڈیا بلوچ کانفرنس بماہ دسمبر جیکب آباد میں منعقد کریں، اور ہم نے اس کے لیے زور شور سے کام شروع کر دیا ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ بلوچ قوم میں افلاس اور غربت کس قدر موجود ہے، اس لیے۔ کانوں کی اور دیگر فروعی چیزوں میں آپکی امداد کی سخت ضرورت ہے۔ کیا آپ اس سلسلے میں ہماری مدد کریں گے؟۔ میر غلام سرور خاں میرا یہ عریضہ آپ کی خدمت میں پیش کرے گا اور ساتھ ہی متعلقہ ضروریات بھی بیان کرے گا۔ مجھے کامل توقع ہے کہ آپ ہر ممکن مدد کریں گے اور کانفرنس کی کامیابی میں کوشش کریں گے۔ بلوچ قوم آپ کے اس احسان کو کبھی بھی فراموش نہیں کرے گی۔ اس کے بعد جب آپ کو بعد میں باقاعدہ دعوت ملے تو بہ نفسِ نفیس آپ ضرور شمولیت فرماویں گے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ کانفرنس کے لیے جیکب آباد کو ہی منتخب کرنا صرف آپ کی توقع پر ہی ہوا ہے۔ بندہ بھی عنقریب اس سلسلے میں جیکب آباد آئے گا۔

Yousaf Aziz Magsi Chair
Yousaf Aziz Magsi Chair

18

انیس مارچ 1933 کو محمد امین کھوسہ بلوچ کے نام خط

ترا ناداں امیدِ غمگساری ہاز افرنگ است
دلِ شاہیں نہ لرزد بہر آں صیدے کہ در چنگ است

برادرِ محترم!

وعلیکم السلام۔ مزاج شریف

شفقت نامہ موصول ہوا۔ شکریہ

توقعِ انصاف اور امیدِ غم خواری کا جواب تو شعر بالا عرض کرے گا۔ باقی رہی میری کوشش اور اس کے متعلق آپ کا عدم اطمینان، برادر عزیز! آپ کو معلوم ہے کہ میں اس وقت اگر عملاً حکومت کا معتوب نہیں تو محبوب بھی نہیں ۔ پس اس حکومت کے نزدیک میری سفارش کی پذیرائیِ کامل کی توقع رکھنا یا عدم پذیرائی کی صورت میں اسے میری بد دلانہ سفارش پر محمول کرنا، جس کا شیوہ ہی یہی ہے کہ محبوب نہیں بناتی، الّا سوائے اس کے کہ اس میں اس کے اپنے شاہانہ مقاصد مضمر ہوں، اگر ناواقفیت نہیں تو اور کیا ہے ۔

میں نے اپنی حقیقی کوششیں آپ کے معاملے کے تعلق میں صرف کر دی ہیں ۔ اور حکومت کے اصول معروضہ کے باوجود میں کہہ سکتا تھا کہ آپ کامیاب ہوں گے اور اپنی توقعات سے بڑھ کر کامیاب ہوں گے ۔ کب؟ ۔ اس کا علم سوائے اس ذاتِ قدوس کے کسی غلط کار اور غلط بیں انسان کو نہیں ہو سکتا ۔

یقین رکھیے گا کہ آپ کے عہدہ موجودہ ۔ ۔ کے سردار صاحبان کی مثل بندہ کی کوششیں اور وعدے نہیں ہو سکتے اور نہیں ہوں گے، جب تک میرا خالق میری فطرت کا نگہبان اور میرے اعمال کا محافظ ہے ۔

تبارک اللہ الذی بیدہ الملک الحمد اللہ الذی زمام القلوب بیدہ العزیز ۔

میرے معاملات اگر اچھے نہیں تو برے بھی نہیں اور حقیقتاً زندگی کا لطف بھی اسی میں ہے ۔

زندہ ہر اک چیز ہے کوششِ ناتمام سے

میری خواہش ہے اور دعا ہے کہ آنے والی عید قربان مظلوموں کے لیے پیامِ مسرت بن کر آئے ۔ شاید بموقع عید آپ سے بمقام سبی یا ڈھاڈر ملاقات ہو ۔ واللہ اعلم بالصواب ۔

(سلاموں کی بارش برسانے والے پر رحمت خدا کی)

آپ کا بندہ

یوسف علی خاں بقلم خود

19-3-33

Yousaf Aziz Magsi Chair

Yousaf Aziz Magsi Chair

19

14 اگست 1933 کو محمد امین خاں کھوسہ بلوچ کے نام خط

اللہ اکبر!

بھائی صاحب !السلام علیکم ! کل شام کو یہاں پہنچا، رسمی امور کے اختتام کے بعد رات کو سردار شاہوانی کے سامنے میں نے اپنے خیالات کو بیان کیا۔سردار موصوف میرے ساتھ بالکل متفق ہوگئے، اور میرے خیالات کی تعریف کی۔ خیالات تو آپ کو معلوم ہیں، یعنی سٹیٹ کونسل کے اختیارات میں توسیع، جس میں بجٹ پر بحث ومباحثہ مع منظوری اختیارات کے،اور وزرا کے کام پر تبصرہ اور رائے دہی اور ریاست کے مفادِ اجتماعی کے لیے دیگر مفید سکیموں کو دربار میں پیش کرنا اور دیگر وزیروں کی تعداد میں اضافہ (شامل ہیں)۔صبح کو نواب رئیسانی کے ساتھ یہ گفتگو بندہ نے کی۔ چنانچہ سید اورنگ شاہ اور نواب رئیسانی بھی متفق ہو گئے اور بندہ نے اس سکیم کو برائے مشورہ مزید احمد یار خاں کے پیش کیا تو انہوں نے بھی یہی کہا کہ آپ اسے سرداروں کے پیش کریں، میں بصد خوشی تیار ہوں۔۔۔چنانچہ آدھ گھنٹے کے اندر اگرچہ دیگر رفقا بالکل سرد پڑ گئے تھے، مگر وزیراعظم کی کوشش سے سٹیٹ کونسل کے ارکان اور ایک دو اور سرداروں کو یک جا کیا گیا، جس میں احمد یار خاں،

وزیراعظم، یہ سب موجود تھے۔ مجھے کہا گیا کہ آپ اپنی تحریک کو پیش کریں ۔ چنانچہ بندہ نے دس پندرہ منٹ کی تقریر کے اندر اپنی تحریک کو پیش کیا۔ختم کرتے ہی زرکزئی سردار اور وڈیرہ ہنگلوئی نے بغیر کسی دلیل وحجت کے جاہلانہ طریق پر مخالفت کی ۔ پھر لہڑی سردار نے تو سرے سے سٹیٹ کونسل کی ہی مخالفت کی۔ مگر ہنگلرئی کی مخالفت بالکل جاہلانہ اور زوردار طریق پر تھی۔ میں نے پھر ایک مختصر سی تقریر کی جس میں وزیراعظم نے میری تائید کی مگر افسوس ہے کہ طنز آمیز جملوں سے وہ بھی بچ نہ سکے۔ میں محسوس کرتا تھا کہ احمد یار خاں شاید دل سے خوش ہو رہا ہے۔مجلس کا رنگ دیکھ کر نواب رئیسانی اور شاہوانی نے بھی میرا ساتھ چھوڑ دیا مگر ان الفاظ کے ساتھ کہ آپ کی تحریک اچھی ہے مگر افسوس کہ حالات ویسے نہیں۔ آخر میں میں نے کہا کہ مجھے آپ کی حالت دیکھ کر احساس تھا کہ میری تحریک کا کیا حشر ہوگا اور میرے متعلق آپ سب حضرات کے دل میں مع شہزادہ صاحب کس قسم کے جذبات پیدا ہوں گے، مگر تا ہم شکر ہے کہ میں اپنے ضمیر، اپنی قوم اور غربا کی ترجمانی کے سپردہ فرض کے آگے خجل نہیں ہوا، اور وقت آئے گا کہ آپ یا آپ کی نسلیں پشیمان ہوں گی وغیرہ وغیرہ۔

یہ ہے حال بھائی ہمارا! عجیب قسم کے جانور ہیں۔اب میرے لیے دو راہیں ہیں: ایک تو یہ کہ جرگہ کے آخری دنوں میں شہزادہ صاحب کے حق میں رائے دینے کے ساتھ اپنی مندرجہ بالا سکیم کو پیش کروں، اور دوسری یہ کہ ان نااہل سرداروں کے اختیارات اور حقوق کے خلاف اس کی ہر تحریک کی تائید کروں گا۔اور اب سرداروں کو کچلنا چاہیے، ان سے سدھرنے کی امید فضول ہے۔

آپ واپسی پر قبل از 18 اپنی رائے لکھ کر بھیجیں، جرگہ 18 کو ہوگا۔

14-8-1933، قلات

آپ کا

یوسف علی عزیز

Yousaf Aziz Magsi Chair
Yousaf Aziz Magsi Chair

20

ستمبر 1933 کو محمد امین کھوسہ کے نام خط

(بلوچستان جدید کراچی کے 16 مئی 1934، صفحہ 8 میں کھوسہ صاحب کو ارسال کردہ مگسی صاحب کا یہ خط چھپا (مجھے ایک خط آج سے آٹھ مہینہ قبل انھوں نے جھل سے لکھا تھا۔میں مناسب سمجھتا ھوں کہ اسے بغرض اشاعت بھیج دوں تاکہ بہت سے لوگوں کو پتہ پڑے کہ یوسف کا خیال کیا تھا؟۔ البتہ یوسف کا مجرم ضرور ھوں کہ ان کی اجازت کے بغیر یہ خط اشاعت کے لیے بھیج رھا ھوں۔ محمد امین کھوسہ)

بھائی امین۔آپ کے طویل اشاعت نامے ملے اور ملتے رہتے ہیں۔کاش ہم بھی علیگ ہوتے!۔

میں بیرونی سیاسیات سے علیحدہ ہونے کی سوچ رہا ہوں اور یہی خیال ہے کہ صرف تعمیری کام پر اپنی ناچیز قوتیں صرف کردوں۔تعلیم کی طرف جو اس وقت توجہ کا حال ہے انشاءاللہ اگر آپ ایک سال بعد آکر دیکھنا چاہیں تو صرف اس محدود علاقے میں تین سو سے کم طالب علم نہیں پائیں گے۔اور آپ سن کر خوش ہوں گے کہ تعلیم کا معیار بھی سادہ اور سہل رکھا گیا ہے۔یعنی آپ کی دس سالہ تعلیم کو یہاں انشاءاللہ چھ سال میں ختم کیا جاویگا۔

اس کے علاوہ آبادی کے نئے ذرائع نہ صرف زیر تجویز ہیں بلکہ عملی کام شروع ہوگیا ہے۔جس سے علاقہ کی آمدنی میں ایک لاکھ کے مزید اضافہ کا امکان ہے۔میں افلاطونی مشکل یا ناممکن فلسفے نہیں چھانٹا کرتا بلکہ صرف اس تخیل کو سوچتا ہوں جس کو تھوڑی مدت میں عملی جامہ پہنا سکوں۔میں جانتا ہوں کہ عام سیاسیات سے میری علیحدگی احباب پر نہ صرف شاق گزرے گی، بلکہ میرے متعلق قسم قسم کی چہ میگوئیاں وردِ زباں ہوں گی۔مگر بھائی میں ایمانداری سے محسوس کرتا ہوں کہ قطع نظر اس کے مگسیوں کی حالت کس فیصلہ کی متقاضی ہے۔یہاں کا افلاس اور جہل مجھ سے کیا مطالبہ کررہی ہیں اور آیا ان کا حق مجھ پر دیگر حقوق کی بہ نسبت کس قدر افضل ہے؟

میرا تو یہی فیصلہ ہے کہ میں ایک ٹھوس عملی کام میں لگ جاؤں۔واللہ باللہ میری صحت خراب ہوگئی ہے۔جھل میں رہتے ہوئے مجھے ذاتی جسمانی کوئی بھی آرام نہیں۔اور مالی مفاد کی تو یہ حالت ہے کہ اس وقت تک پچیس ہزار روپیہ بنک سے اپنا ذاتی روپیہ نکال کر جھل پر لگا چکا ہوں۔مگر باوجود اس کے دماغی اور قلبی اطمینان ہے کہ یہ لمحات ٹھوس افادی کام میں صرف ہورہے ہیں۔اچھا آپ نے بھی اگر مجھ سے کچھ سنا ہے تو جلدی کریں۔

اے ترا خارے بپا نشکستہ کہ دانی کہ چیست
حال شیرانے کہ شمشیر بلا بر سر خورند

امین! علیگڑھ کی مدد کے لیے چندے کے لیے او رتوقف کی ضرورت ہے۔میں یہاں کے لیے کچھ کر کے عین بعد سب سے اول آپ کے علیگڑھ کی خدمت کے لیے حاضر ہو جاؤں گا۔میں علیگڑھ سے علیحدہ نہیں رہ سکتا۔علیگڑھ سے علیحدگی امیت سے علیحدگی ہے۔اور کیا یہ ممکن ہے؟۔

آپ کا دور افتادہ بھائی

محمد یوسف علی بلوچ از جھل

Yousaf Aziz Magsi Chair
Yousaf Aziz Magsi Chair

21

محمد امین کھوسہ کے نام خط

اے ناموسِ ازل کے امین!

افسوس کہ کتابیں نہیں بھیجی جاسکتیں ۔آپ تو پھر جلدی خرید سکتے ہیں اور میں اگر خرید نا چاہوں بھی تو کم از کم دو ہفتے لگ جائیں ۔جھل کی مالی حالت بہت کمزور ہے اور کام زیادہ۔

اس وقت 60 طلبا ہمارے یہاں زیرِ تعلیم ہیں ۔تمام مذموم رسومات، جو پہلے تھیں، 95فی صد مٹ گئی ہیں ۔اور سب مگسی مقدموں نے یک جا بیٹھ کر ان کو منسوخ کر دیا ہے۔

شراب پینے والا علاقہ جھل میں ایک فیصد بھی مسلمان نہیں ملے گا اور بھنگ البتہ اس وقت تقریباً 4فیصد پی جا رہی ہے ۔یہ حالات ہیں، دعا کرو۔

آپ کا

محمد یوسف عزیز

(پتہ: مسٹر محمد امین خاں کھوسو بلوچ ۔15 آفتاب ہال، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، یو۔پی)

22

محمد امین کھوسہ کے نام خط

سودا قمارِ عشق میں خسرو سے کوہ کن
بازی اگرچہ پا نہ سکا، سر تو کھو سکا
کس منہ سے اپنے آپ کو کہتا ہے عشق باز
اے روسیاہ! تجھ سے تو یہ بھی نہ ہو سکا

بھائی امین!

اللہ قادر ہمارے قدموں کو صراطِ مستقیم پر ثابت رکھے۔

السلام وعلیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔آپ کا عنایت نامہ ملا، شکریہ۔

جناب کے والد محترم نے بندہ کو ایک تحریر لکھی ہے کہ بندہ آپ کو اخباروں میں مضمون نویسی سے منع کرے۔ میں حیران ہوں کہ کیا کروں ۔اگر تعمیل کرتا ہوں تو ترغیبِ کتمانِ حق کے جرمِ عظیم کا مرتکب ہوتا ہوں، اور اگر نہیں کرتا تو اپنے پیارے دوست کے پیارے باپ کو ناراض ہونے کا موقع دیتا ہوں ۔فریضہ عظیمہ ''دفاع'' کی اہمیت کے متعلق ایک روایت عرض ہے کہ ہجرت کے نویں سال آنحضرت ﷺ کو خبر ملی کہ رومیوں کی فوج مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لیے اکٹھی ہو رہی

Yousaf Aziz Magsi Chair
Yousaf Aziz Magsi Chair

ہے۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے بھی تیاری کا حکم دیا اور بیس ہزار مجاہدین کے ساتھ مدینے سے کوچ کر دیا۔ چونکہ یہ فوج بڑی تھی اور تنگ دستی اور بے سروسامانی کی حالت میں نکلی تھی، اٹھارہ آدمیوں کے حصے میں ایک سواری آئی تھی۔ جنگل کے پتے کھا کر مجاہدین نے گزارہ کیا تھا، اس لیے اس فوج کا نام ''جیش العسرۃ'' مشہور ہوا:

''الذین اتبعوفی الساعۃ العسرۃ''

حضرت ابوبکرؓ نے اس دفاع کے لیے اپنا تمام مال و متاع پیش کر دیا تھا۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ ''ماالقیت لاھلک؟'' تو اس پیکرِ ایمان و مجسمۂ عشق نے جواب دیا کہ ''القیت لھم اللہ ورسولہ''

(اُن کے لیے اللہ اور اس کا رسول رکھ دیے):

آنکس کہ ترا بخواست جاں راچہ کند
فرزند و عیال و خان و ماں راچہ کند
دیوانہ کنی ہر دو جہانش می بخشی
دیوانۂ تو ہر دو جہاں راچہ کند

تبوک نامی مقام پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی دلیرانہ تیاریوں سے مرعوب ہو کر رومیوں کے حوصلے پست ہو گئے اور فوجیں منتشر ہو گئیں۔ آپ ﷺ نے ایک ماہ قیام فرمایا اور مدینہ واپس آ گئے۔ اس دفاع میں بجز منافقین کے تمام مسلمان شریک ہوئے تھے۔ صرف یہ مسلمان نہ جا سکے: کعب بن مالک، بلال، ابن اُمیہ، مراد بن الربیع۔ کعب بن مالک سابقین انصار میں سے ہیں اور ان تین سابقین اولین میں سے ہیں جو عقبہ کی بیعت میں حاضر ہوئے تھے۔

ان کا شریک نہ ہونا کسی بری نیت سے نہ تھا۔ سستی اور کاہلی کے باعث فوج کے ساتھ ملنے کا موقع نکل گیا۔ بہ ایں ہمہ یہ مجاہد اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نظروں میں اس درجہ اہم ہیں کہ اتنی سستی او کاہلی بھی سخت جرم قرار پائی۔ معذرت کے لیے حاضر ہوئے تو توبہ قبول نہ ہوئی۔ حکم ہوا کہ گھر میں بیٹھو اور وحی کا انتظار کرو۔ مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ تمام تعلقات ان سے ترک کر دیں۔ پھر

ان کی بیبیوں کو حکم ملا کہ وہ بھی الگ ہو جائیں اور ان سے کوئی بھی واسطہ نہ رکھیں ۔۔۔۔ غسان کے عیسائی بادشاہ نے یہ حال سنا تو بہت خوش ہوا اور کعب کے نام اس مضمون کا خط لکھا کہ تمہارے آقا نے تمہاری ساری خدمتوں کا جو معاوضہ دیا ہے، وہ دیکھ چکے ہو۔ اب میرے پاس چلے آؤ، دیکھو یہاں تمہاری کیسی عزت ہوتی ہے۔ کعب بن مالک کو خط پہنچا تو ایلچی کے سامنے آگ میں پھونک دیا او رکہا ''جواب میں کہہ دینا ہم نے جس آقا کی چوکھٹ پر سر رکھا ہے اس کی گیرائیوں اور دلربائیوں کا حال تمہیں کیا معلوم۔ اُس کی بے التفاتی بھی دوسروں کی محبت سے ہزار درجہ بہتر ہے۔ ان مومنین صادق کی آزمائش پورے پچاس دن تک رہی۔ بالآخر سورۂ توبہ کی مشہور آیت نازل ہوئی اور توبہ قبول ہوئی:

''وعلی الثلثۃ الذین''

سمجھے بھائی امین فرضِ دفاع کی اہمیت؟ حملہ و ہجوم کی صورت میں ایسا نہیں، ایک جماعت کے جہاد سے (جہاد کے معنی کمال تندہی سے راہِ حق میں سعی کرنا) دوسرے مسلمان ہو سکتے ہیں، مگر جب غیر مسلموں کی جماعت مسلمانوں کو کمزور پا کر مسلمانوں کے ملک یا حکومت یا آبادی پر قبضہ کرنا چاہتی ہو یا ایسی صورت درپیش آئے کہ غیر مسلموں کے ہاتھوں، مسلمانوں کی عزت و ناموس وملک تباہ ہوا چاہتی ہو تو اس وقت دفاع کے لیے اٹھ کر کھڑا ہو جانا سب پر فرض ہے۔ بچوں اور معذوروں کو چھوڑ کر باقی سب پر اس فرض کا اطلاق عائد ہوتا ہے۔ ماں، باپ، بہن، بیوی بچے، رشتے ناطے اپنی اپنی جگہ سب کے حق ہیں، لیکن خدا اور اس کی سچائی کا حق سب سے بڑا حق ہے:

قل ان کان آباؤکم وابناؤکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم ۔۔۔ الخ۔

یعنی ''اگر تمہارے والدین' تمہاری اولادیں، بھائی بہن، بیویاں، تمہارے خاندان کے تمام رشتے دار اور یہ مال و متاع جو تم نے کمایا ہے اور یہ کاروبار تجارت جس کے مندا پڑ جانے سے تم ڈرتے ہو، یہ تمہارے رہنے کے محل، جن میں تمہارا دل لگا ہوا ہے، اگر تمہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیارے ہیں اور تمہارے پاؤں ان زنجیروں سے بندھ گئے ہیں کہ اللہ کی پکار بھی انہیں نہیں ہلا سکتی تو جان لو کہ اللہ کا کام بھی تمہارا محتاج نہیں۔ نتائج کا انتظار

Yousaf Aziz Magsi Chair
Yousaf Aziz Magsi Chair

کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ دے دے۔ اللہ کا قانون ہے کہ وہ نافرمان پر کامیابی کی رہ نہیں کھولتا۔'' کیا آپ کو اس امر کے تسلیم کرنے سے انکار ہے کہ اس وقت جہاد ''دفاعی'' (یعنی Defensive) ہے۔ اگر نہیں تو پھر قطعیتِ فرض بھی معلوم! میرا خیال ہے کہ مجھ سے زیادہ آپ ان فرائض کو محسوس کرتے ہوں گے۔ اور کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ جوشِ تکمیلِ فرض میں شامل ہونے کے لیے کوئی ایسی راہ اختیار کریں جو دوسری راہوں کی بہ نسبت کم پسندیدہ ہو: مثلاً اپنے والد کو مل کر یہ دلائل اور خدا کی کتاب کے حکم کی روشنی میں سمجھا کر اپنی اجازت پر راضی کر لینے کی بہ نسبت بغیر صلے اور سمجھانے کے میدان میں کود پڑو، اگر چہ وہ بے اختیار کودنا بھی اللہ کے نزدیک قابلِ صد ہزار ستائش ہے۔ اور تیری ہزار سالوں کی تسبیح گردانی اس ایک لمحے کا اجر حاصل نہیں کر سکتی جو جہاد فی سبیل اللہ میں ایک گھنٹہ انتظار کرنے کے بعد بغیر جہاد میں شریک ہوئے خدا نخواستہ تیری موت آ جائے۔ خوش ہے وہ رات جو انتظار میں کٹے، خوش ہے وہ دن جوان باتوں میں گزرے، خوش قسمت ہے وہ قوم جو اس انتظار میں گرد آلود ہو، خوش ہے وہ آدمی جو اس انتظار میں مر جائے۔ مگر جب ایک دوسرا راستہ موجود ہے، یعنی امکان ہے کہ آپ کے والد آپ کی ملاقات اور سمجھانے اور اپنے مقاصدِ معصوم ومقدس بتلانے پر خوشی سے آپ کو اجازت دیں تو کیوں دوسرا راستہ اختیار کیا جائے۔

کاش آپ ہوتے تو آپ کو اس امر کی نسبت قرآن حکیم کی اس وقت چالیس سے زائد آیتیں اور حدیث کی پچاس سے زیادہ روایتیں، جو اس وقت میرے سامنے کھلی پڑی ہیں، دکھاتا۔ آپ کو امام احمد بن حنبل کے واقعات، غیر محدود دعوت یاد ہوں گے کہ تازیانے کی ہر ضرب کے ساتھ ''قرآن غیر مخلوق'' کی صدا بلند ہوتی تھی۔ اگر چہ شریعت نے ایسی صورتوں میں رخصت دی ہے کہ حفظِ جان کی خاطر جابر وظالم حاکم کا کہا مان لیا جائے، مگر یہ شرعی حیلے اور رخصتیں تو اُن کے لیے ہیں جو بچنا چاہیں سزائے عشق سے، لیکن صاحبِ عزیمت ودعوت تو ایسی رخصت کو حکمت کی موت اور ایمان کی تباہی کے مترادف سمجھتا ہے۔ اور وہ مجتہدِ وقت اور خالقِ زمانہ ہوتا ہے۔ وہ زمانے کی مخلوق نہیں ہوتا بلکہ وہ زمانے اور وقت کو مجبور کرتا ہے کہ اُس کا ساتھ دیں۔ وہ فرشتوں کو اپنے ساتھ

لیتا ہے، زمین ناموافق ہو تو آسمان کو اُترنے کا حکم دیتا ہے اور اگر آدمی ساتھ نہیں ہوتا تو فرشتوں کو چیخنے کو کہتا ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

میری مزخرفات سے اگر رنجش محسوس ہو تو معاف کیا جاؤں، کبھی دیوانے کی بکواس سننا بھی اچھا ہوتا ہے۔

بد قسمت بلوچستان کا ایک بدنصیب مسلمان

عزیز

Yousaf Aziz Magsi Chair
Yousaf Aziz Magsi Chair

23

4 نومبر 1933 کومحمدامین خاں کھوسہ بلوچ کے نام خط

4 نومبر 1933

برادر عزیز!

خدائے قدوس ہمیشہ اپنے فیض وکرم سے آپ کونوازتا رہے۔میرے متعلق آپ کے نیک خیالات جہاں میرے لیے ذہنی کشمکش کا باعث ہوتے ہیں، وہاں یہ آپ کے حسنِ خیال اور خوبیِ نظر کا خاموش پروپیگنڈہ بھی ہیں۔

چوں غلامِ آفتابی ہمہ ز آفتاب گوئی
نہ شبم نہ شب پرستی کہ حدیثِ خواب گوئی

سردی کا عالمِ شباب اور موسم کی خوشگواریت کی کہانی بالخصوص آپ کی زبانی درسِ عبرت وتماشا ہے ہم جیسے شکستہ رباب، سوختہ دلوں کے لیے اور سامانِ بصیرت وتحیر ہے ہم سے متاعِ حسن باختہ سرد ذوقوں کے لیے:

اے مسرت آبادِ بہار کے مکیں!
تیری مسرتوں کی عمر دراز!

عزیز! یقین جانو ہزاروں بہاریں آئیں اور اپنی یاد خشک پتوں اور بے برگ درختوں کی صورت میں چھوڑ کر چلی گئیں۔ باور نہ ہو تو ہمیں دیکھ لو کہ ہم ایسی بیسیوں بہاروں کی ''مجسم یاد'' ہیں۔ اس سے زیادہ روشن یاد دیکھنا چاہتے ہو تو بدقسمت ہندوستان اور بدنصیب بلوچستان کی خزاں ہی دیکھ لو۔ پھر ایسے میں اگر بہار کی مستانہ یاد نے ہمیں بھی تھوڑا سا صرف ترقعس (؟) رکھا تو جائے حیرت نیست۔

تا کجا ایں ماتمِ فصلِ بہار
خیز وخلاقِ بہارِ تازہ شو

باقی رہی ہماری خیریت اور اس کم نصیب کی حالت کا آپ کو انتظار، سو وہ بھی لگے ہاتھوں دو فقروں میں سن لیجیے۔

کھانے کے ذمہ دار ہم ہیں۔

دست خود دامان بودن ندار دلذ تے
دستِ گستاخ دگر خواہم ودامانِ دگر

رہ گئے یہاں کے ملکی اور قومی حالات، سو یہ حقیقتاً ایمان افروز اور ہمت افزا ہیں اور قادر مختار، خالقِ قوت کی کریمانہ نوازش کا بدیہی ثبوت کہ کس طرح ایک ناچیز ذرے کو اپنی کامرانی کے لیے منتخب کرتا ہے اور پھر اس سے اپنے مقاصدِ صالحہ کی تکمیل کراتا ہے۔اس موقع پر یہ آیہ کیا خوب یاد آگیا:

یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی۔ الخ

بھئی سچ تو یہ ہے کہ:

حکایت از قدِ آں یارِ دل نواز کنم
بایں فسانہ مگر عمرِ خو دوراز کنم

Yousaf Aziz Magsi Chair
Yousaf Aziz Magsi Chair

Letter

30

اپنے والدِگرامی اور برادرِ محترم محمد شفیع کو میرا اسلام کہیں!

خدا حافظ!

دنیائے جنگ و نفرت آباد کا ایک شکستہ نصیب

ایم یوسف عزیز

24

وصیت

بس یہ ہی آرزو ہے کہ اسلام پہ مروں
ناموسِ مصطفیٰ ﷺ کے بڑے نام پہ مروں

ٹھہر جا ٹھہر جائے جسمانی مرض کی صورت میں میرے
مکافاتِ عمل لِلّٰہ ذرا رک جا۔ مجھے آخری آنسو بہانے دے

ایک تکلیف نہیں۔ بجواے اس انگریزی مقولہ: Troubles never come alone کے اس وقت ہجوم امراض میں گھرا ہوا ہوں۔ ایک ایسے مقام پر جہاں تازہ برفانی ہواؤں اور اشجار کے ماسوا نہ کوئی معالج ہے، نہ کوئی غم گسار۔ اگر یہاں نہ ہوتی ذات مولانا اختر علی خاں کی تو شاید ایک ہفتے کی جاں شکن تکلیف کے بعد اس وقت مجھ میں ان سطور کو لکھنے کی اہلیت کبھی نہ ہوتی۔ مرنے سے غم نہیں کھاتا اور نہ ایک مردِ حق پرست کو موت سے گھبرانا چاہیے:

فتمنوا الموت ان کنتم صادقین

Yousaf Aziz Magsi Chair
Yousaf Aziz Magsi Chair

صرف اسی قدر حسرت لیے جاتا ہوں کہ میرے پیارے برادرانِ وطن ''ربنا اخرجنا من هذه القرية الظالم اهلها الخ'' کی صدائے درد بلند کر رہے ہیں۔ اور کسی مردِ خدا کی تلاش میں میری نگاہیں ہر شش جہات سے بصد یاس و حسرت ناکام واپس ہو کر میرے سینہ و جگر میں کھب جاتی ہیں۔ اچھا بہر حال جو میرے خالق کی منشا۔

''اذا جاء اجلهم لا يستاخرون ساعة ولا يستقدمون''

اگر میرے یہ چند آخری کلمات کسی دردمند مسلمان کی نگاہوں سے گزریں تو اس کا اخلاقی اور شرعی فرض ہوگا کہ میرے برادرانِ وطن کو میرا یہ آخری پیغام پہنچا دے:

''ان الله لا يغير ما بقوم حتىٰ يغيروا ما بانفسهم''

اپنے اعماقِ قلوب میں تبدیلی پیدا کرو، جماعت سوز جمود کو ترک کرو، اپنا نصب العین بلند معیار پر ذہنوں میں متشکل کرو، بہ توکل اللہ پر میدانِ عمل میں اترو اور پھر آیہ کریمہ ''کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة ۔۔ الخ'' کی تعبیر کے منتظر رہو۔

میری والدہ، بھائی، بیوی اور پیارے سیف اللہ کو ایک چراغِ سحری الوداع کہتا ہے۔ کاش وہ اس وقت مجھے مل سکتے۔

''الحمد الله علىٰ كل حال''

میری تمام جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کا نصف حصہ مساوی طریق پر میرے بھائی، والدہ، بیوی اور منے سیف اللہ پر تقسیم ہونا چاہیے۔ باقی نصف حصہ مولانا ظفر علی خاں اور مولانا ابوالکلام آزاد، عبدالعزیز خاں کُرد بلوچستانی اور محمد امین خاں خلف میر عبدالعزیز خاں کھوسہ بلوچ سکنہ انہڑ واہ جیکب آباد کے مشورے سے کسی اسلامی کام میں خرچ کرنا چاہیے۔ بخدا اس روپے میں سے کسی نئے فرقے کی ایجاد یا فرقہ بند جماعت کی امداد نہ کی جاوے۔ یہ روپیہ خالص اسلامی کام پر خرچ ہو۔

اچھا برادرانِ اسلام و محبانِ وطن! السلام علیکم۔

ہاں مجھے یاد آیا: ایک عرصے سے مجھے ایک خیال ذہن نشین ہو گیا ہے کہ انگریز جزیرہ عرب پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ اور ان کے پولیٹیکل مصالح کی رو سے یہ ضروری ہے کہ وہ اسلامیانِ

عالم کے مرکز اور سببِ اتحاد کو مٹائیں۔

اور تمہارا خالقِ ارض و سما کہتا ہے:

''اخرجوا اليهود والنصارىٰ من جزيرة العرب''

اے برادرانِ اسلام! اب تمہاری منشا ہے کہ انگریزوں کے ہوائی جہازوں اور مشین گنوں سے ڈرو یا حشر کے دن اپنے ربِ کعبہ کے سامنے خجالت سے سرنگوں جانے کی ذلت سے ڈرو:

الا ان حزب الله هم الغالبون

انا الله وانا اليه راجعون

ایک دردمند مسلم محمد یوسف علی عزیز بلوچ آف بلوچستان حال سونامرگ (کشمیر)۔ بوقت 5 بجے شام۔

Yousaf Aziz Magsi Chair
Yousaf Aziz Magsi Chair

Yousaf Aziz Magsi Chair

25

امین کھوسہ کے نام خط

اللہ اکبر

شاد باش اے عشقِ خوش سودائے ما
وے طبیبِ جملہ علت ھائے ما
اے دوائے نخوت و ناموسِ ما
اے تو افلاطون و جالینوسِ ما

پس بداں اے تغافل شعار امین اسعدک اللہ تعالیٰ فی الدارین خیرا!کل یہاں عید میلاد النبی پر جلوس اور جلسوں کی ہنگامہ آرائی تھی ۔آپ غالباً ڈاکٹر یعقوب ایڈیٹر''دی لائیٹ'' کو جانتے ہوں گے ۔سر نواب صاحب زادہ عبدالقیوم ایم ۔ایل اے کے زیرِ صدارت ڈاکٹر موصوف نے اسلام اور بانیِ اسلام کے اسوہِ حسنہ پر ایک مدلل اور پُراز معلومات لیکچر دیا ۔پہلے انگریزی میں انہوں نے شروع کیا، بعد میں حاضرین کی خواہش پر اُردو میں کہنا شروع کیا ۔امین! بخدا ایک بے خودی کا عالم تھا جو تمام حاضرین پر چھایا ہوا تھا ۔صاحبِ صدر سے لے کر گیٹ کیپروں تک کی

آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں ۔زندہ باد اسلام، زندہ باد بانیِ اسلام!

آج شام کو ڈاکٹر صاحب موصوف سے ملنے جاؤں گا ۔انہوں نے کل مہربانی کر کے وقت دیا تھا ۔واللہ کہ پُرتاثیر آدمی ہیں ۔

قسم ہے خدائے قدوس کی کہ اگر اس عہد میلاد النبی پر تمام مسلمان وعدہ کریں کہ پیارے سرورِ کونین کے نقشِ قدم پر چلیں گے تو آج فی الفور ہماری تمام بگڑیاں بن جائیں ۔اختتامِ لیکچر پر طبیعت ایک خاص حالت میں تھی ۔ٹاؤن ہال سے نکلتے ہی کمپنی گارڈن کے گراؤنڈ میں کوٹ اُتار کر بیٹھ گئے فرشِ زمردیں پر ۔تقریباً 11 بجے تک مولانا الطاف حسین حالی مرحوم کے شعر پڑے پڑے گا رہا تھا اور واللہ کہ کیا سماں تھا اور کیا حالت تھی دل کی ۔کاش کہ تم ہوتے ۔

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا
ضعیفوں کا ملجا ، غریبوں کا ماوٰی
یتیموں کا والی، غلاموں کا مولا

اللہ اکبر

یا رسول اللہ تو پیدا و پنہان من (کذا)

ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ تمام انبیا بیک گراؤنڈ تھے ہمارے کملی پوش کے ۔بالکل صحیح، ہر کہ شک آرد کافر گردد ۔

سناؤ جیکب آباد میں کس طرح گزری؟

کیا تم مجھے یاد نہیں کرتے ؟ ۔مانا کہ تم غیور رہو، خوددار رہو، بلوچ ہو، علیگ ہو، مگر آج یہ کیا انسانیت ہے کہ جواب تک سے جواب ہے ۔

واللہ کے یہاں تمہاری رفاقت تمہارے اور میرے دونوں کے لیے اگر سودمند نہ سہی تو ضررساں بھی نہ ہوگی ۔ یہ سبزے پر لیٹنا، یہ ہواؤں اور برساتوں سے تصادم کھانا وغیرہ وغیرہ کیا کم لطف دہ چیزیں ہیں؟ ۔لو اب دل بھر گیا ہے، ختم کرتا ہوں ۔ ڈاک لینے کا ٹائم آگیا ہے ۔ پوسٹ آفس جاتا ہوں ۔

عزیز

26

محمد امین کھوسہ کے نام خط

بھائی امین !

وعلیکم السلام ۔ مرسلہ اخبار اور نوازش نامہ ملا، شکریہ ۔

آپ شاکی ہیں میری غفلت کے، میں شاکی ہوں اپنی بے بضاعتیوں کا، اس لیے معاملہ برابر کا ہے ۔ بہر حال میں غلطی کو تسلیم کرتے ہوئے معافی چاہتا ہوں ۔ یہ آپ کا کام ہے کہ میری اس قسم کی غلطیوں سے درگزر کیا جائے آئندہ کے لیے بھی ۔ میرے مفصل حال کیا پوچھتے ہیں ۔ ایک دورِ امتحان سے گزر رہا ہوں اور اللہ پاک سے ہی ہدایات کا طالب ہوں ۔

دو ہفتے انتظار کریں ۔ یا خود آؤں گا یا مفصل اطلاع دوں گا ۔ فقط سب کو سلام ۔ ایک بات خاص یہ ہے کہ ''وائٹ پیپر'' پر بلوچستانیوں اور بلوچوں کی خاموشی سخت بدنتائج کی حامل ہے ۔ خدارا کروٹ لیجیے اور پھر ہفتہ دو ہفتہ اخبارات میں اس کے خلاف لکھیے ۔

آپ کا عزیز

Yousaf Aziz Magsi Chair
Yousaf Aziz Magsi Chair

27

محمد امین کھوسہ کے نام خط

بھائی امین!

نوشتہ ملا،شکریہ۔آج عید ہے۔ہم بستر میں لیٹے ہوئے مزدور تحریک کی سوچ میں عید منا رہے ہیں۔اور بستر کے دائیں جانب کارل مارکس کی The Capital پڑی ہوئی ہے۔آپ کے خیالات آپ کی نگاہِ حسن نگر کی دلیل ہیں، ورنہ علاوہ اس کے کچھ نہیں کہ ایک مضطرب دل ہے اور بس۔صحبت پر مر مٹنے والا اور نثار ہونے والا جگر،غرور اور عونت کے سامنے تن جانے والا دل،شہنشاہِ انگلشیہ سے بھی زیادہ مغرور۔۔۔بس یہی ہماری کائنات ہے۔

علی گڑھ آؤں گا،ضرور آؤں گا۔کب؟ میں بھی نہیں جانتا۔دل ایک،کام بہت۔آج کل کُرد صاحب مجھ سے بہت ناراض ہو رہے ہیں۔"آزاد" میں ایک طویل غصے بھرا مضمون شائع کرنے کے علاوہ ایک نجی مکتوب بھی ان کا وارد ہوا ہے،جس میں اخباری مضمون سے زیادہ بم سے ہیں۔قصور یہ ہے کہ میں لوکل ملازمتی تحریک کی موجودہ صورت کو پسند نہیں کرتا۔میں نے ایک مختصر جواب دیا ہے جو 17 کے"آزاد" میں شائع ہوا ہے۔بس اب خاموش رہوں گا اور اس مسئلے پر اور بولنے کا ارادہ نہیں۔17 کے"آزاد" میں صفحہ اول پر"ماہِ تمام" کے عنوان سے ایک نظم ہے،ضرور مطالعہ کیجیے۔اگر پسند آئے تو داد دیجیے۔

عزیز بلوچ

28

محمد امین کھوسہ کے نام خط

قیدِ حیات و بندِ غم اصل میں دونوں ایک ہیں
موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں

امین!

سب سے اوّل معافی چاہتا ہوں متعلق اس امر کے اگر کچھ فہوات بے اختیارانہ قلم سے ٹپک پڑیں، کیونکہ اس وقت دل کی دھڑکن کی رفتار اگر 300 نہیں تو دو سو پچاس سے کسی صورت میں بھی کم نہیں۔اور ایسی حالت میں بے اختیار میں اُٹھا لیا اور آپ کو لکھنے بیٹھ گیا۔

مختصراً جج پر نہ جانے کے اسباب عرض کروں گا کہ بیمار ہو گیا۔بیماری جگر کی سمجھیں یا گردے کی، ڈاکٹر بھی نہیں جان سکا ہے۔اور آج کل ڈلہوزی میں مقیم ہوں۔بخدا تم کو دوست نہیں کہا جا سکتا۔کیوں نہیں کہا جا سکتا؟۔اس سے میں بھی لاعلم ہوں۔

اچھا آپ اپنے دماغ سے کام لیں یا کسی فلسفی دوست سے استصواب کر کے مجھے لکھیں کہ مجھے کیا ہو گیا ہے۔میں لکھ نہیں سکتا۔پڑھ بھی نہیں سکتا۔قیام گاہ پر مسلسل آدھ گھنٹہ بیٹھنے سے یہ حالت ہو جاتی ہے جیسے کہ دو تنومند جوان گلا اور سینہ دبا رہے ہیں۔معاذ اللہ!

Yousaf Aziz Magsi Chair
Yousaf Aziz Magsi Chair

اچھا ایک تو بعد مطالعۂ خط مضحکہ نہ اڑانا، کیونکہ یہ خط ظریفانہ نہیں، بلکہ بالکل صحیح کیفیاتِ قلبی کا نامکمل خاکہ ہے، اس لیے بجائے ہنسنے کے اگر ہو سکے تو رو لیں تھوڑا ہی کیوں نہ سہی۔

مجھے یہ بھی علم نہیں کہ میں کب تک یہاں ہوں اور کب کہاں جاؤں گا۔ ارشادِ معالج تو یہ ہے کہ چندے اور یہاں قیام "نمائی" صحت کا باعث ہوگی۔ مگر:

سمجھا ہوں کیا ضمیر تلوں شعار کو (کذا)

کیا اگر عالمِ اضطراب کی حرکت مجھے (خدانخواستہ) علی گڑھ کھینچ لائے تو آپ کے ایامِ امتحان کی تقریب میں وہ موجودگی مخل تو نہیں ہوگی؟ اگر۔ اگر نہیں جب کچھ عرصے کے لیے فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع دو اور تیار ہو جاؤ کہ کشمیر کی سیر جموں سے پیدل تا کشمیر کریں۔ ممکن ہے اس صورت میں اصلی حالت پر آسکوں اور آپ علاوہ سیر کے "حقِ محبت" سے آزاد ہو جائیں۔ کیونکہ میری محبت اگر آپ کا فرض نہیں تو سنت یا واجب تو ہے ہی۔ اچھا بھائی معاف کریں میرے جنون کی کرشمہ زائیوں کو۔

بک گیا ہوں جنون میں کیا کیا کچھ
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

الراقم

میں ہوں اپنی شکست کی آواز

عزیز

29

محمد امین کھوسہ کے نام خط

امین بھائی!

آپ کے خطوط کی حلاوت نے شیکسپیر کے دیکھنے اور سننے کی تمنا کے لیے جگہ باقی نہیں چھوڑی:

اللہ کرے حسنِ رقم اور زیادہ

آپ کو معلوم ہے آج کل ایبٹ آباد میں ہوں۔ کل یہاں پہنچا ہوں۔ ٹیکسی سے اترتے ہی قلی کو کاندھوں پر سامان لدوا دیا اور مردہ بدست زندہ کی مثال قلی کے پیچھے پیچھے چل دیا۔ خوش قسمتی دیکھیے، عین وسطِ بازار میں ایک دیدہ زیب ہوٹل کمرہ نما میں مع سامان پہنچا دیا گیا۔ طوعاً و کرہاً خاموش رہنا پڑا کہ مالکِ ہوٹل کو ضرور ہماری جنٹلمینی اور سفید پوشی کا خیال ہوگا اور تھوڑی دیر میں ہمارے لیے تمام انتظامات مکمل ہو جائیں گے۔ مگر:

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

ہوٹل کیا تھا، ایک مکمل قہوہ خانہ اور حقہ گھر۔ جدھر دیکھو دھواں دھار۔ ہرک سے کوئٹہ جاتے ہوئے جب گاڑی کو دو انجن آگے اور پیچھے لگ جاتے ہیں اور جو دھواں اُٹھتا ہے، اُس کی یاد

تازہ ہوتی تھی۔ مگر:

قہرِ درویش بر جانِ درویش

ہوٹل تو رہا درکنار، ہمارا کمرہ نما ایک ننھا سا حقہ گھر بن گیا۔ کچھ تو طیش میں اور کچھ اپنی خفت مٹانے ڈاک خانے چل دیا، بغرضِ حصولِ ڈاک۔

ڈاک خانہ ایبٹ آباد کو سوراج بھون کہنا بے جا نہ ہوگا۔ ہر ایک کلرک سے لے کر ڈپٹی پوسٹ ماسٹر، پوسٹ ماسٹر تک گورنر جنرل بنے ہوئے ہیں۔ نہ سوال کا جواب، نہ وقت کا تعین۔ الغرض ہوتے ہوتے بارہ بجے جواب ملا کہ No any thing for you۔ بے رنگ اپنے رنگ میں مست چل دیے خراماں خراماں ہوٹل کو۔ واللہ اعلم بارہ بجے گئے تھے، اس کے اثر سے یا کسی اور وجہ سے، اب غل غپاڑہ کم تھا۔ تھکاوٹ اور طیش وغصہ کے مشترکہ اثرات کے تحت سونے کے لیے بستر بچھایا اور چل پڑے کسی اور جہان کو۔ آنکھ کھلی اور اپنی تازہ خریدی ہوئی 37 روپے کی ویسٹرن واچ پر نظر ڈالی تو ایک بج رہا تھا۔ عین میرے کمرے کے دروازے سے تا اختتام برآمدہ ایک منظم جماعت حقہ بازی میں مصروف تھی۔ مایوسی اور دل شکنی کی حالت میں کہتے ہیں کہ بے اختیار رونا یا تو ہنسی آجایا کرتی ہے یا مذہبی جذبات کے زیرِ اثر آسمان کی طرف نظر جاتی ہے۔ چونکہ ہم قدرے مذہبی آدمی ہیں اس لیے موخر الذکر اصول پر عامل ہوئے تو آسمان اور میرے سر کے دمیان پہلے تو صرف کمرہ نما کی چھت حائل تھی مگر اب دھوئیں کی ایک اور چھت نظر آرہی تھی۔

بے تحاشا اٹھے اور چل دیے نیچے کی طرف۔ مالک سمجھو یا منیجر سمجھو ہوٹل کے، ان سے گلو گیر لہجے میں عرض پرداز ہوئے کہ بھلا آخر کس قصور کی سزا ہم کو دی جارہی ہے۔ سینکڑوں میل کا سفر کر کے آئے تو بغرض صحت بنانے اور یہاں ہے کہ ایک بیمار بنانے کے ہوٹل سے سابقہ پڑا۔ بخدا ہمیں بتایئے کوئی اور ہوٹل بھی ہے اس دیس میں؟ امین صاحب! سوچو کیا جواب ملا ہوگا؟ وہی جو ہونا چاہیے۔

ناواقفیت سچ مچ ایک قہر ہی ہے۔

مالک سے غسل کرنے کے کمرے کے متعلق دریافت کیا تو جواب ملا کہ یہاں سے آدھ

میل پر مسجد ہے، وہاں ہی پانی میسر ہو سکتا ہے۔

یک نہ شد دو شد۔ تولیہ لیا اور چل پڑے مسجد کو۔ غسل کیا، وہاں نماز ادا کی اور تولیہ سر کے نیچے دے کر سو گئے اوپر چٹائیوں کے۔

عجیب وغریب خیالات کا تو ادر تھا۔ 7 بجے واپس لوٹے تو وہی حالت اور ہم۔ اب ہم نے تہیہ کر لیا تھا کہ جو کچھ ہو جائے، آج کی رات گزر جائے، کل کوئی مکان کرائے کا لیں گے اور سات آٹھ روپے والا کوئی عارضی نوکر روٹی پکانے اور پانی لانے کے لیے رکھیں گے۔

دس پندرہ منٹ کمرہ نما میں ٹھہرے اور پھر سیر کو چل دیے۔ سینما ہاؤس گئے، بلوا منگل کا کھیل تھا۔ بارہا پہلے یہ کھیل دیکھ چکا تھا، اس لیے باہر سے ہی واپس ہوئے۔ اب شہر کے اردگرد چکر لگانے شروع کیے۔

بخدا امین! سچ مانیے کہ ایبٹ آباد اس مادی دنیا میں اپنی خوش موسمی اور مکینوں کی خوش رنگی کی وجہ سے مادی جنت ہے۔

یہاں کے باشندوں کی صحت نہایت ہی اعلیٰ ہے۔ آنکھ نے اگرچہ سینکڑوں شہریت انداز پیکروں کا جائزہ لیا مگر کسی قابلِ ذکر، غیر معمولی واقعے سے سابقہ نہ پڑا۔ اس ایک دن میں ہی میں نے محسوس کیا کہ یہاں کے باشندے حد درجہ ملنسار اور مہمان نواز آدمی ہیں، سوائے میرے کمرہ نما کے مالک کے۔ ساڑھے آٹھ بجے ہوٹل پہنچے تو وہی حالت۔ ہمارا کمرہ نما اور ہوٹل ایک جنت الحمقا (احمقوں کی جنت) بنا ہوا تھا۔ قسم قسم کی بولیاں، قسم قسم کے قہقہے، قسم قسم کے حقوں کی آوازیں۔ الغرض جنت الحمقا کی تمام تعریفیں بیک وقت موجود تھیں اور زوروں پر تھیں۔ ہم نے وعدے کر لیا تھا کھانا نہیں کھائیں گے جب تک اس حالت میں ہیں، یعنی یہ ایک طرح ہمارا ستیہ گرہ تھا۔ آنکھیں بند کر کے سو گئے مگر اس غل غپاڑے میں نیند کہاں۔ کوئی بارہ بجے جنت الحمقا کے اراکین رخصت ہونے لگے اور تقریباً دو درجن انسان نما ہماری چارپائی کے اردگرد چارپائیوں پر لیٹ گئے۔ کوئی ایک دو بجے موسیقی کا وہ زیر و بم، اُتار چڑھاؤ تھا ہمارے کمرہ نما میں کہ:

کسی بتکدے میں بیاں کروں تو صنم بھی کہہ دے ہری ہری

Yousaf Aziz Magsi Chair
Yousaf Aziz Magsi Chair

37

لطف تو یہ ہے کہ یہ تمام موسیقی بغیر کسی ساز و سامان کے تھی: اور یہ آواز حلق سے نہ تھی، جاگے ہوئے، سنبھلے ہوئے آدمیوں سے نہ تھی بلکہ سوئے ہوئے آدمی ناک سے ترنم ریز تھے۔ ماچس جلا کر گھڑی پر نظر ڈالی تو دو بجے کا عمل تھا۔ خیال آیا کہ چارپائی اُٹھا کر نیچے سڑک پر ڈال دوں۔ اس خیال سے اُٹھا اور بند دواز ے کو دھکیلا تو وہ بھی بند۔ ایں ہم نہ شد کہہ کر بستر پر گر پڑے۔ پھر کوئی علم نہ تھا۔ چھ بجے آنکھ کھلی تو ایک حضرت ڈاڑھی نما ہمارے سر کی طرف ایک چارپائی پر حقہ پی رہے تھے۔ ہم بھی لاحول کہتے ہوئے شریک ہو گئے اور پھر نیچے اُترے۔ شکر ہے کہ اب دروازہ کھلا ہوا تھا۔ لاریوں کے اڈے پر آ گئے اور لگے تلاش کرنے کل والے قلیوں کو۔ معمولی جدوجہد کے بعد دونوں مل گئے۔ ان کو کوسنا شروع کیا کہ تم ایسے ویسے آدمی! ہم معزز اور شریف آدمی ہیں، ہمیں کوئی اچھا ہوٹل چاہیے۔ معمولی کشمکش کے بعد ہم تینوں کی مشترکہ تلاش سے ایک سڑک پر ایک بورڈ نظر آیا تو باچھیں کھل گئیں خوشی کے مارے۔ اندر گئے، منیجر سے معاملات طے کیے جو تین روپے چوبیس گھنٹے کرایہ پر آخری اور شاہی فیصلہ تھا۔ ہمارے نئے منیجر نے کمرہ کھلوایا۔ طبیعت شاد ہو گئی کہ اب ہم واپسی پر امین صاحب سے ایک ایسی کشتی لڑنے کے قابل ہوں گے کہ اس کی ساری بلوچیت دھری کی دھری رہ جائے گی۔

جلد جا کر سامان اٹھوایا اور جنت الحمقا کے منیجر سے معمولی رسمی معذرت کی اور چل دیے۔

مجھے یہاں اس ہوٹل میں آئے ہوئے اب کوئی ایک گھنٹہ ہوا ہوگا کہ آپ کو اپنی کہانی لکھنے بیٹھا ہوں۔ اچھا اب اصل معاملہ سنو۔ تم نے میری تار کا جواب تک نہیں دیا۔ بلا کا زود ہضم معدہ رکھتے ہو۔ ایسے سنسان مقام پر بھلا ایک ہفتے سے زیادہ کیسے رہ سکتا ہوں۔ کیا تم اب بھی اپنی ضد پر قائم ہو؟۔

مانا کہ تم غیور رہو، خوددار رہو۔ امین! میں بھی تو تیرا دوست ہوں اور جان نثار ہوں۔

آپ کا محمد یوسف علی عزیز

ایبٹ آباد

30

محمد امین کھوسہ کے نام خط

لاتھنوا ولاتحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین

اللہ اکبر

بھائی امین صاحب!

وعلیکم السلام۔ آپ کا عنایت نامہ ملا، شکریہ۔

آپ کے جذبات و احساسات کی جوادنیٰ سی جھلک آپ کے مراسلے میں تھی، میری مسرت کے لیے وہ بس کرتی ہے۔

تحریک کے مستقبل اور حکومت کی سراسیمگی کے باعث برادرانِ وطن کے نشہِ وطنیت کی شکست کا خوف، جسے آپ نے ظاہر فرمایا ہے، اوّل تو اس نشے کو نشہِ وطنیت تعبیر کرنے میں اعتراض ہے۔ جانِ برادر! یہ نشہ وطنیت کا نہیں بلکہ وہ نشہ ہے جس کے پینے سے ہزاروں وطنی نشے کافور ہو سکتے ہیں۔ اور وہ ہے نشہ ''حق و صداقت''۔ پس جب معاملہ ہے حق و صداقت کا تو اس کے انحطاط کا خوف اور مستقبل کا ڈر ہمیں کیوں؟۔

اگر یہ حقیقت ہے کہ آگ کا خاصہ ہے جلانا، جس کے بجھانے کے لیے اگر اشرفیوں

Yousaf Aziz Magsi Chair
Yousaf Aziz Magsi Chair

38

کا ڈھیر لگا دیا جائے اور اس سے لاتعداد فوج بھرتی کی جائے اور ہر ایک سپاہی کے ہاتھ میں رائفل او رشمشیر دے کر اس آگ پر حملہ کرنے کا حکم دیا جائے تو بھی وہ اس کے دسویں حصے کی خاصیت کو مٹانے پر قادر نہیں ہو سکتے ہتو اس سے زیادہ مستحکم اور مضبوط حقیقت یہ ہے کہ حق وصداقت کا خاصہ ہے ''کامیابی''۔کوئی حکومت اور کوئی شہنشاہیت معہ اپنے نوابوں، سروں کے اس کو فنا کرنے کا تہیہ کر لے ہتو بھی جب تک وہ حق وصداقت ہے، اپنا خاصہ نہیں بدل سکتی۔

پس یہ معاملہ ہے اللہ کا اور اس کی بھٹکی ہوئی مخلوق کا، وہ آپس میں نپٹ لیں گے۔ ہمارا صرف فرض ہے دامن حق وصداقت کو مضبوطی سے تھامتے رہنا۔ مجھے اس کا احساس ہے کہ عارضی وقت کے لیے ہمارے ضعیف ایمان کے ورشدار بھائی، جن میں بعض کے گھبرا جانے کا اندیشہ ہے اور بعض کے قوتِ باطلہ کا ساتھ دینے کا خوف، تاہم نتیجہ تو کسی مجبور بندے کے ہاتھ میں نہیں، آخری فیصلہ تو وہی ہے جو اللہ کرتا ہے۔آپ یقین رکھیں، ہمارے عقیدے میں نفرت اور غصہ ہرگز نہیں۔ ہمیں تو اپنے مقاصد سے لڑنے والوں کے ساتھ پوری ہمدردی اور محبت ہے۔اور یہی دعا ہے کہ گم کردہ راہ جب برقِ ہدایت کی ایک ہی چمک سے راہ پر آ سکتے ہیں تو قدوسِ مطلق کو تامل اس میں کیوں ہو۔

رہا مسئلہ تصادم کا، اس کا جواب میری استعداد سے باہر ہے اور نہ مجھے اس پر قدرت ہے ۔ارادہ نہیں، شوق نہیں لیکن اگر قادرِ کلیم وعلیم کو اس میں ہی بہتری نظر آئے تو پھر ہمارے لیے کوئی چارہ نہیں، سوائے اس کے کہ حکم کی تعمیل کریں۔

آج شام کو بی روانہ ہوں گا۔مابعد کے حالات وہاں سے عرض کروں گا۔دعا فرمائیں کہ مجھ سے وہ کچھ سرزد ہو جو حق کو پسند اور اس کی منشا کا نتیجہ ہو۔

لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم

مسئولہ کتب کے متعلق بلوچستان سے پتہ لگے گا۔

بندہ محمد یوسف علی عزیز

31

محمد امین کھوسہ کے نام خط

امین بھائی!

کاش کہ آج کل میری حالت سے آپ واقف ہوتے ۔آپ کے دو تین خطوط متواتر موصول ہوئے مگر یہاں ۔۔۔

آپ کی فلسفیانہ طبیعت ناراض تو ضرور ہو گئی ہوگی ۔اچھا ملنے پر منالیں گے۔حیران ہوں کہ کیا لکھوں ۔کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔

ایک غریب الوطن شخص ہزاروں کے مقابلے میں تن تنہا ڈٹا ہوا ہے اور اللہ پر ایک اندھا یقین رکھے ہوئے ہے۔

اچھا بھائی یہ امر بھی ملحوظ رہے کہ پیارے حسین کی برسی منانی ہے۔میں ادھر منا رہا ہوں تو اُدھر منانا ۔مگر خدا را شغل گریہ کو نصب العین نہ بنانا۔بلکہ ایک جشن مناؤ کہ یہی دن ہے ہر اسلامی زندگی کا:

من شیر نوجوانم و میدانم آرزوست
در دشتِ کربلا یکے جولانم آرزوست

Yousaf Aziz Magsi Chair
Yousaf Aziz Magsi Chair

اور ایسا ہو کہ:

یوں اُٹھا مری ہوئی آنکھیں کہ دریا کانپ اُٹھے

عزیز مگسی بلوچ

39

32

امین کھوسہ کے نام خط

برادرم امین!

وعلیکم السلام ۔ واللہ کہ آپ کے خطوط ایسے چٹکلے دار اور علیگ زدہ ہوتے ہیں جن کی تعریف کے لیے چاہتا ہوں کہ مُلا رموزی کو بلالوں ۔اچھا جب تک وہ آئیں، میرا شکریہ قبول کیجیے۔ آپ آزاد ہیں۔سوچ سکتے ہیں اور اچھا لکھتے ہیں۔یہاں یہ حالت ہے کہ:

پراگندہ۔۔۔پراگندہ دل

ایسی حالت میں جب کہ دل کی حرکت 70فی منٹ کی بجائے 130فی منٹ ہو تو کیا خاک لکھا جا سکتا ہے ۔سکھر سے آپ کو تار دیا تھا عزیز آباد کے پتے پر کہ مجھے وہاں ملیں ۔مگر جواب ندارد۔پھر 4دسمبر 1931 کی شام کے سات بجے جیکب آباد آیا۔علی الصبح معلوم ہوا کہ رات آپ تشریف لے گئے ہیں۔خیر اب دعا فرماویں کہ علی گڑھ میں مل سکوں ۔ہز ہائی نس سے اس وقت تک دو ملاقاتیں ہو چکی ہیں۔وہ مفسہ سب کچھ ہیں مگر بد قسمت بلوچستان کے بد قسمت سرداروں کی بد اعتمادی اور آقایانِ سفید فام کی مسلط پالیسی نے اُنہیں قدرے کمزور کر رکھا ہے،اور معاملات کی باگ ڈور"میکڈانلڈوں" کے ہاتھ رہ گئی ہے۔اب خدا ہی نہروؤں،گاندھیوں کو بچائے۔

Yousaf Aziz Magsi Chair
Yousaf Aziz Magsi Chair

اچھا بھائی صاحب اب رخصت۔ اطمینان قلب نہیں ورنہ افسانہ درد و ماجرائے غم کو چھیڑ کر تجھے بھی صورتِ آئینہ حیران کر کے چھوڑ دیتا اور اس میں اپنا چہرہ دیکھتا۔

محمد یوسف علی عزیز

امین کھوسہ کے نام خط

میرے فلسفی اور محبت پرست بھائی!

تو چلا گیا اور ہم بھی چلے گئے اپنی دنیائے تخیل میں۔ کوئی پہر سوا دن چڑھے اختر صاحب اور بھائی عظیم قضائے مبرم کی طرح ''لایستقدمون ساعۃ ولا یستاخرون'' حسبِ قرار دادِ دیروزہ آدھمکے۔ آپ کا پوچھا، میں نے عرض کر دیا کہ وہ تشریف لے گئے (اور دل میں کہا کہ وہ تو پنہاں ہے میرے دلِ پاک باز میں)۔ آپ کا ان سے مرخص نہ ہونا ان کے لیے باعث استعجاب تھا۔ ماڈل ٹاؤن گئے تو اس حالت میں کہ اختر صاحب بار بار اپنے مخصوص انداز میں پان کی گلوری کو چباتے ہوئے سخن سنج ہوتے تھے کہ آپ کا سکوت کیا معنی رکھتا ہے۔ اور یہاں مکمل ہی سکوت تھا کیونکہ آپ تو میرے واقفِ طبعیت ہیں کہ میں خاموش پسند واقع ہوا ہوں۔ اور بالخصوص پیدل چلتے وقت یا موٹر یا یکے میں سفر کرتے وقت اپنی زندگی کے ٹریجڈی پروگرام میں محو ہو جایا کرتا ہوں۔ آج میرے سکوت کے اندر یہ تخیل کارفرما تھا، دیکھتا ہوں کہ ایک نہایت ہی وسیع اور دلفریب باغ میں میلہ لگا ہوا ہے۔ تھوڑے تھوڑے فاصلے پر انسانوں کے جتھے اپنے اپنے مذاق کے مطابق طرب انگیزیوں میں مصروف ہیں اور یہ سلسلہ لکھوکھا میل تک چلا گیا ہے۔ میں بالکل اکیلا ہوں۔ تنہائی سے نہیں گھبراتا مگر چاہتا ہوں

Yousaf Aziz Magsi Chair
Yousaf Aziz Magsi Chair

کہ ہر ایک جتھے میں بیک وقت میری شمولیت ہو۔اسی جذبے کے زیرِ اثر کسی تماشے کو اچھی طرح سے نہیں دیکھ سکتا۔ میں نے عظیم بھائی کو کہا کہ کیوں یہ سب جتھے ایک جگہ اکٹھے نہیں ہوتے، یا میں کیوں ایسا پھیل نہیں جاتا۔انہوں نے (ہائے "انہوں" کے لفظ نے سلسلہ خیال کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔خدا اُسے خوشی رکھے) کہا کہ آپ باغ کے کسی بلند تر درخت پر چڑھ جائیں۔تمام تماشے بلندی سے دیکھا کریں۔اور ایک بیت کہا کہ:

منظر اک بلندی پر اور ہم بنا سکتے
عرش سے پرے ہوتا کاش کہ مکاں اپنا

بات نہایت معقول تھی، ہم خاموش ہو گئے۔یہاں آکر آپ کو خط لکھنے بیٹھ گئے۔اب ہم سوچیں گے کہ کیسے بنایا جا سکتا ہے ایک منظر بلندی پر۔.........ہاں عرش سے بھی بلند تر۔کیا تمہیں وہاں کسی کمرے کی ضرورت تو نہیں پڑے گی؟۔اگر ایسا ہو تو جلدی Reservation کے لیے لکھیں۔ورنہ سب اکیوپائیڈ Occupied ہو جائیں گے۔

سچ لکھو کہ ہمیں یاد کرتے ہو؟ کسی کے سر کی قسم جو جھوٹ لکھا۔

میں ہوں اپنی کائنات کا خالق

عزیز

34

امین کھوسہ کے نام خط

بھائی امین!

آپ کے دو عنایت نامے ملے ہیں، شکریہ۔ میں بتدریج اچھا ہو رہا ہوں۔آج کل نواب محمد جمال خاں۔ایم۔ایل۔سی لغاری اور ڈیرہ غازی خاں کے دیگر بلوچ سردار یہاں آئے ہوئے ہیں اور کانفرنس میں اپنی ہر ایک ہمدردی دکھانے کا اظہار کر رہے ہیں۔

ملکی وفد کے متعلق آپ کے تاثرات واقعی قابلِ مسرت ہیں۔میرے بھائی! آپ یقین رکھیں کہ میں اس پہلوے میں سرداری کا خواہاں نہیں، بمثل آپ کے دوست نواب زادے کے۔مگر یہ ضرور چاہتا ہوں کہ ان کی تکالیف رفع ہوں۔اس سے مطلب صرف یہ تھا کہ گورنمنٹ ریاست اپنے اقدامات سے باز آجائے، جس طرح کہ کل اطلاع ملی ہے کہ ایک ای۔اے۔سی پھر علاقہ جھل کی طرف بھیج گیا ہے اور ایک جمعدار لیویز۔اب بتلائیے کہ کیا کروں۔اگر خاموش رہتے ہیں تو رہی سہی داخلی آزادی بھی جاتی ہے۔بہر حال ہم نے اول تو اس کانفرنس کا کام کرنا ہے اور بعد میں کوئی اور۔میں بلوچیت اور اسلام میں جو فرق محسوس کر رہا ہوں وہ اگر صریحاً بیان کروں تو تمام بلوچ مجھے کافر کہنے لگیں۔اور آپ مرے جذبات سے قدرے آگاہ ہیں۔اول اسلام، بیچ میں اسلام،

Yousaf Aziz Magsi Chair
Yousaf Aziz Magsi Chair

42

آخر میں اسلام ۔اس کے بعد بلوچیت ۔قومیت وغیرہ کے تخیل سے لمبی دور مقصود نہیں ۔میں ایک بے یارومددگار فرد ہوں اور تقریباً اقتدار پرست بلوچوں کا اعتماد بھی کھو چکا ہوں ۔مگر پرواہ نہیں ۔انشاءاللہ اگر ''الاعمال بالنیات'' کا مقولہ صحیح ہے تو ایک دن آئے گا جب بلوچوں کو مظلوم لڑکیوں کے حقوق دینے ہوں گے جو اسلام نے ان کو عطا کیے ہیں ۔اور مظلوم قوم کا ایک ایک فرد ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھائے گا، آمین !!۔اس وقت ہم ہندوؤں کو طعنہ دے رہے ہیں کہ ان میں چھوت پن ہے ۔ذرا غور کرو کہ کیا ہمارے بلوچوں میں چھوت پن نہیں؟ ۔ایک بلوچ اپنے سردار کے مقابلے میں چارپائی پر بیٹھ سکتا ہے؟ کھانا کھا سکتا ہے؟ کہاں ہے آج کل؟۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود وایاز

یہ سب داغ مٹ جائیں گے، بشرطیکہ ایک مسلمان صحیح معنوں میں مسلمان بن کر کمر بستہ ہو جائے ۔گالیوں کی پرواہ نہ کرے، طعنوں اور ملامتوں کو مدح سمجھے اور قید و مصیبت کو شاندار میزبانی تصور کرے ۔آپ خدارا 15 نومبر کو ضرور کالج چھوڑ دیں، ورنہ گناہ گار ہوں گے اللہ کے، اس کے پیارے رسول ﷺ کے اور ان کے سچے نام لیواؤں کے ۔کیا آپ مجھے تنہا چھوڑ دیں گے؟ ۔اچھا چھوڑ دیں، مگر اللہ نہیں چھوڑے گا۔ جب تک میں اس اعتقاد پر ہوں کہ اسی کی بادشاہت ہو جائے ۔۔۔صرف بلوچستان پر یا ہندوستان پر نہیں، بلکہ زمین کے چپے چپے پر۔

بول اسلام کی جے! اللہ اکبر

آپ کا عزیز

35

امین کھوسہ کے نام خط

بھائی امین!

کراچی پہنچنے پر دو دن اچھا رہا اور خوب کام کیا ۔یہاں کے تمام سربرآوردہ کارکن ہمارے معاملاتِ بلوچستان میں دلچسپی لے رہے ہیں ۔ایک دو مختص میٹنگیں بھی ہوئیں ۔اس کے بعد میں پھر صاحبِ فراش ہو گیا ۔انجکشن کے باعث چوبیس گھنٹے سخت بخار رہا۔

ڈاکٹر کامل 90 دن مجھے زیرِ علاج رکھنا چاہتا ہے اور 14 انجکشن کا کورس میرے لیے تجویز کر چکا ہے تاکہ جڑ سے بیماری رفع ہو ۔کمزور ہوں، لیٹے لیٹے یہ عریضہ لکھ رہا ہوں ۔اگر مر گئے تو معراجِ زندگی، اگر زندہ رہے تو کام کریں گے ۔بہر حال ہم کسی طرح بھی خسارے میں نہیں ۔ہاں خسارے کی صرف ایک صورت ہے کہ نہ مریں اور نہ کام کریں، یعنی گھل گھل کے ہجر یار میں جیتے رہیں۔

یہ صورت بالکل غیر شاعرانہ اور نا قابلِ برداشت ہے ۔بہر حال مجبور انسان رفتارِ فطرت کے سامنے بے بس ہے ۔ان دو چار ماہ میں بہت کام کرنے کا ارادہ تھا اور وہ بھی ٹھوس ۔صرف تقریریں اور باتیں بنانا نہیں ۔مگر قدرت کو اس قدر جلد تبدیلی شاید منظور نہیں ۔دعا کریں ان لمحات میں جبکہ......

آپ کا محمد یوسف علی عزیز

Yousaf Aziz Magsi Chair
Yousaf Aziz Magsi Chair

36

امین کھوسہ کے نام خط

بھائی امین!

"البلوچ" میں اس ناچیز کے متعلق آپ کے خیالات کا شکریہ۔ میرے موجودہ کاغذات پر بھی آپ نہ تو لفظ "نواب زادگی" اور نہ سرداری دیکھیں گے۔ میں نے اُس چیز کو اختیار کر لیا ہے جو ازلی ہے۔ جو کسی سرکار یا گورنمنٹ کے چھینے نہیں چھینی جا سکتی۔ سخت بیمار ہو گیا ہوں، حتیٰ کہ چل پھر نہیں سکتا۔ علاج دیسی یونانی شروع ہے، مذاق زندگی میں اگر تبدیلی ہوگئی تو خدا حافظ ورنہ حیدرآباد میں بموقع کانفرنس ملاقات ہوگی۔ یہ خط آپ کو لکھ رہا ہوں۔ نہایت مشکل سے چارپائی پر پیٹھ آسمان کی طرف کیے ہوئے قلم چلا رہا ہوں۔ باوجود اس کے ایک گھنٹہ قومی معاملات کے کاغذات پر بھی دستخط کرنے کے لیے دیتا ہوں۔ دماغ کی خشکی سے رات کی نیند بالکل ختم ہوگئی ہے۔

اچھا خدا حافظ۔ والسلام۔

محمد یوسف علی عزیز

37

امین کھوسہ کے نام خط

اللہ اکبر

بھائی امین!

مختصر اً ایک میں وہی ہوں۔ لائن آف ایکشن کی تبدیلی نے، جسے میں منشاء قدرت سمجھتا ہوں، میرے اعتقادات اور میرے ایمان میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کی۔ اور جب تک اسلام میں جاذبیت موجود ہے، ایسا ہونا ناممکن ہے۔ آپ کے تیر و نشتر اور شکوہ و شکایت بسر و چشم۔ جماعت اگر اب حکم دے کہ واپس آجاؤ، سرداری ترک کرو، میں تیار ہوں، نہ منت کر کے لی ہے، نہ چھوڑتے وقت تکلیف محسوس ہوگی۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ یہاں ایک ٹھوس عملی کام ہے جو کہ مستقبل کے لیے مفید ہے۔ اگر پسندِ خاطر نہیں تو کل استعفا بھیجنے کو تیار ہوں۔ یہ بس ہوگا۔

حکم کا منتظر

محمد یوسف علی عزیز

Yousaf Aziz Magsi Chair
Yousaf Aziz Magsi Chair

38

امین کھوسہ کے نام خط

بھائی امین!

آپ کے دو خطوط پے در پے ملے،شکریہ۔

آپ کے خطوط کے لب ولہجہ سے با آسانی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ نے مجھے محوِ سرداری سمجھ رکھا ہے اور سمجھ چکے ہیں کہ سرداری پر آکر میں نے اپنا جوہرِ انسانیت بھی کھو دیا ہے۔ وقت بہترین جج ہے۔

البتہ یہ اور مسئلہ ہے کہ اس وقت میری پوزیشن ایک عجیب حالات میں گھری ہوئی ہے۔ بقولِ مُلایانِ دین آپ نے پُلِ صراط کا نام سنا ہوگا، بال سے باریک اور تلوار سے تیز تر، بس سمجھ لیجیے کہ آپ کا دوست ایک ایسی ہی پگڈنڈی پر جا پہنچا ہے۔ آپ سے ضروری معاملات میں استصواب کرنا ہے جو خطوط کے ذریعے نہیں ہو سکتا۔ اور اگر آپ نے یہاں آکر مجھے مدد نہ دی تو بعد میں نہ کہیے گا کہ میرا فیصلہ غلط تھا۔ میں اب ایک مسئلے کو فیصل کرنے کے گرداب میں مصروف ہوں اور نہیں چاہتا کہ بسر خود اپنی ذمہ داری پر کروں۔ ایک ہفتے کی پیشگی اطلاع پر آپ ضرور جھل آویں۔ موٹر آپ کو شہداد کوٹ پر تیار ملیں گے۔

میر بلوچ خاں کے معاملے میں میری دلچسپیوں میں ذرہ بھر کمی واقع نہیں ہوئی۔ مگر آپ جانتے ہیں کہ:

آن قدح بشکست وآن ساقی نماند

اب سوائے اس کے کہ:

ہمارا ابھی تو آخر زور چلتا ہے گریباں پر

44

کہہ کر کچھ کام نکالیں تو اور بات ہے ورنہ اب وہ ساقی کہاں؟ ۔سات سمندر پار کا ایک بوزنہ نما انسان زمامِ قلات کے گھوڑے کو تھامے سرپٹ محوِ جولانی ہے اور ہم پا پیادہ بے زادِ راہ ہیں۔ آپ ایک بلوچ خان کہتے ہیں، میں کہتا ہوں کہ خدا ہماری موجودہ حکومت کو سلامت رکھے، آپ کو سال دو کے اندر ہزاروں بلوچ خان ملیں گے۔ روتے، چیختے، چلاتے اور انگریزی حکومت کے گن گاتے۔ اچھا بھائی ضرور آؤ۔

آپ کا عزیز بلوچ

Yousaf Aziz Magsi Chair
Yousaf Aziz Magsi Chair

39

امین کھوسہ کے نام خط

بھائی امین!

خط ملا، شکریہ۔

جام صاحب کے چارج لینے کے بعد بندہ آج کل فارغ زندگی بسر کر رہا ہے۔ سوائے ایک چھوٹے سے باغ میں کام کرنے اور درختوں کی دیکھ بھال کرنے کے، تقریباً فارغ ہوں۔ مگسی اسے محسوس کر رہے ہیں، مگر میرے پاس اس کا کوئی علاج نہیں۔

جو کچھ ہوا ہے، واقعات کی اپنی رفتار ہے۔ میں جھل کے لیے یہ کچھ نہیں چاہتا تھا جس طرح کہ ہو رہا ہے۔

بلکہ میرا ذاتی ششم حصہ بھی گورنمنٹ کے زیرِ انتظام ہے۔ اور طرہ یہ کہ سب کو الاؤنس مل رہا ہے۔ مجھے اس سے بھی محروم رکھا گیا ہے۔ خیر بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں جن کا علاج نہیں ہو سکتا۔ جام نور اللہ بذاتہ میرے مہربان ہیں مگر پھر بھی ان کی موجودہ ذمہ داری بحیثیت گورنمنٹ افسر ہے جس کے برخلاف یوسف اس وقت تک لڑتا رہا۔ مگر قوم کے حالات نے قدرے شکستہ دل بنا رکھا ہے۔ جب تک جھل میں ہوں، میرا مرکزِ توجہ جامعہ کے بچے اور باغبانی ہے۔ اب باہر جاؤں گا تو بھی

خاموش دن گزارنے۔ مجھے ڈیرہ دون جانا ہے۔ محبوب کے بچے (سیف اللہ) کو وہاں سکول میں داخل کرنا ہے۔ محبوب نے بھی سرداری سے استعفا دے دیا ہے۔

اب جھل کا کوئی سردار نہیں۔ مالی اور سیاسی امورات سب جام کے ہاتھ میں ہیں۔ اس وقت تک اچھا کامیاب رہا ہے، آگے کون جانے۔

بھائی میری آوارہ باتوں کو نظر انداز کریں۔ مجھے تنقید اور محاسبہ اعمال سے انکار نہیں، مگر جب کہ زندگی ہی بے عمل ہے تو محاسبہ کون سے عمل کا کریں گے۔ بہتر ہوا گر مجھے صرف بے عمل یا ناکارہ کہہ کر چھوڑ دیا کریں، کیوں کہ تنقید کے لیے میرے پاس کچھ نہیں رہا۔

آپ کا یوسف

Yousaf Aziz Magsi Chair
Yousaf Aziz Magsi Chair

46

40

امین کھوسہ کے نام خط

بھائی امین!

ہر دو خطوط ملے ۔کاش کہ میں آ سکتا ۔میرے حالات کا اندازہ لگا کر احکام جاری کیا کرو۔ سرداری کے بارِگراں سے تو سبکدوش ہوا، اب گزارہ بھی تو آخر کرنا ہے ۔کاش کہ آپ کی مانند آزاد ہوتا ۔اگر میری اس دو ڈھائی ماہ کی نقل و حرکت کا سراغ لگاؤ تو خود اندازہ لگا سکو گے کہ کیسی سخت تر مصروف زندگی میں نے گزاری ہے ۔پرسوں رات دو بجے سویا ۔صبح 9 سے لے کر پھر 6 بجے تک کام کیا اور ایک گھنٹہ کھانے کے لیے ہوا ۔پھر 7 بجے سے 3 بجے شب تک کام کیا ۔یہ کام کسی دفتر کا نہیں بلکہ یہ مختلف افراد سے مختلف مقامات پر مختلف معاملات پر باتیں کرنی ہیں ۔

تخمیناً اس 48 گھنٹے کی محنت کے باعث 4800 روپیہ کما چکا ہوں ۔

Take care of pains and the pains will take care of themselves is as true personal habits as of anony.

میرے حالات نے مجھے مجبور کر دیا کہ شعریت چھوڑ کر ایک ٹھوس آدمی کی طرح کام کروں (تا چند ے) ۔اگر کام کے بعد تفریح کا وقت ہے تو زہے نصیب اور زہے مسرت ۔میرا جی یقیناً آپ کے

ملنے کو بہت چاہتا ہے مگر ۔۔انشاءاللہ جلد ملیں گے ۔

سنو! ۔میں نے اپریل کے اخیر تک بہت کام کرنے ہیں ۔اپریل کے بعد میں ستمبر تک آزاد ہوں ۔اس درمیان میں جہاں ملیے، جہاں حکم فرمایئے، بندہ حاضر ۔

خان قلات نے اپریل کے بعد بیس دن قلات میں آ کر ان کے پاس رہنے کی دعوت دی ہے ۔کاش کہ آپ بھی چلتے ۔ان کے پاس سیاست لڑانے تھوڑا ہی جائیں گے ۔یہ صرف ایک آزاد وقت تفریح میں گزارا جائے گا ۔میں نے خان کو بہت پسند کیا ۔ذرا سیانا سا آدمی معلوم ہوتا ہے اور شریف بھی ۔

مجھے آج کام سے زیادہ شغف رہتا ہے مگر یہ نہ سمجھو کہ بالکل کام ہی کا ہو کر رہ گیا ہوں ۔ جب اطمینان ہوتا ہے کہ اب چند گھنٹے یا دن کام کرنے سے فارغ ہوں تو جی کھول کر کودتا ہوں، ہنستا ہوں ۔الغرض اب زندگی ایک طرفہ معجون بن گئی ہے ۔اسے کہتے ہیں ذمہ داری یا احساس ذمہ داری

۔

حضرتِ نقاد یعنی آپ کی تنقید کا ہر وقت، ہر لحہ خطرہ زیرِ احساس رہتا ہے ۔مگر "مرغان آبی راچہ غم ۔" جب آشیانہ ہی نہ رہا تو غمِ برق ۔۔؟

دیکھو امین! میں نے بہت کام کرنا ہے ۔میری ذاتی ملکیت (اللہ اس رواج پر لعنت بھیجے) سرداری اخراجات کے عوض زیرِ بار ہے ۔ساری سندھ سردار گل محمد خاں کے قبضے میں ہے ۔انہیں آزاد کرانا ہے ۔نرخ کم ہو گئے ہیں ۔معیارِ زندگی اپنی فطری سادگی سے بہت ملمع سازی کی فضولیت پر پہنچ چکا ہے ۔ایسی حالت میں علی گڑھ کی ٹکٹ کا روپیہ اور ایک ہفتے کا وقت وقف کرنا تم جانتے ہو۔ کبھی تو سوچتا ہوں کہ چلو پرواہ نہیں، گھر پھونک تماشا تو اب دیکھو لو۔ بعد میں، اب تک ہندوستان میں کوئی انسدادِ گداگری کا قانون تو وضع ہوا نہیں کہ جیل جانا پڑے، اور پھر جیل کوئی شرعی یا سعودی علاقہ تو ہے نہیں جہاں ہر وقت رمضان لگا ہوا ہے ۔مگر یار دو کھواب اس موجودہ ٹھوس و واقعاتی اور عملی زندگی کو حقیقی زندگی سے بدلنا مشکل ہے ۔کم از کم بڑی مدت تک ۔

بہت لکھ چکا ہوں ۔اب مجھے تمہیں چھوڑ دینا چاہیے اور تمہیں مجھے میرے حال پر چھوڑ دینا

Yousaf Aziz Magsi Chair
Yousaf Aziz Magsi Chair

چاہیے۔دریائے زندگی کی لہروں نے ملایا تو بغل گیر ہوتے ہوتے پھر مجھے مشرق تو آپ کو مغرب کی سُو علیحدہ ہونا پڑے گا۔ہائے وہ پرانی دنیائے شعریت اور ایامِ طفولیت! اگر اب اس اتلاف کا کیا غم:

سفینہ جب کہ کنارے پہ آ لگا غالب
خدا سے کیا ستم وجورِ ناخدا کہیے

آپ کا یوسف

41

امین کھوسہ کے نام خط

امین بھائی!

نوازش نامے حسبِ دستور ملے،شکریہ۔بھائی صاحب! آپ کی ناراضگی بجا مگر خدا کے بندے آپ نے میری اور کی پریشانیوں کا اندازہ بھی تو لگایا ہوتا!۔اور کس پر اعتماد بھی تو کیا ہوتا۔کیا آپ نہیں سمجھتے تھے کہ مجھے سرداری پھر حاصل کرنے کی کس قدر تمنا تھی اور میں ٹھوس،عملی خدمت کے اس موقع کو پھر سے حاصل کرنے کے لیے کس قدر مضطرب تھا۔بایں ہم حالات وواقعات اور حکومت کے اربابِ اقتدار کے انداز واطوار کو جانچ کر اس کے مطابق کوشش بروئے کار لانا،یہ سب چیزیں ایسی تھیں کہ اگر اس جذبے کے حاصل کرنے کی تمنا میں نظر انداز کی جاتیں تو وہی بات ہوتی:

بات بھی کھوئی التجا کر کے

میری عادت ہے کہ جب ایک کام کا حصول ناممکنات میں سے ہو جائے تو اسے بجائے اس کے کہ شکست خوردہ اور ناکامیاب ہوکر،ذلتیں کھا کر ضائع کیا جائے،کیوں نہ خود اس سے دستبردار ہو جانا چاہیے۔مجھے معلوم تھا اور قلات وکوئٹہ کے اس سفر میں،جو ہز ہائی نس خان قلات کے ساتھ ذاتی ملاقات کی بنا پر اختیار کیا تھا،معلوم ہو گیا کہ گورنمنٹ مجھے سرِدست سرداری پر دیکھنا نہیں

Yousaf Aziz Magsi Chair
Yousaf Aziz Magsi Chair

چاہتی ۔ میں نے بجائے اس کے کہ ایک معزول شدہ سردار کہلاتا اور گورنمنٹ کی خدمت میں الحاح وزاری کے بعد اس سے بھی مایوسی کا جواب پاتا ،خود بیزاری کا اظہار کرنا شروع کیا ۔بس اتنی سی بات تھی ۔خیر کئی باتیں ہیں جو لکھ نہیں سکتا ۔

دراصل میں دنیا ۔۔۔ہاں وہ دنیا جس میں چند برس اچھے گزرے ، سے کنارہ کش ہو چکا ہوں ۔سردار کا فیصلہ ہو چکا ،محبوب سردار رہے گا ۔گونمنٹ کا ایک افسر ہفتہ دو کے اندر جھل جا کر سارا نظام اپنے ہاتھ میں لے گا ۔محبوب کو ایک مقرر تنخواہ ملے گی ۔صرف برائے نام سردار رہے گا ۔ بتا تیرا نواب یوسف کیا کرے ۔ بہر حال مجھے مت چھیڑو ۔ بھائی صاحب !کیا اس وقت میں چھیڑے جانے کا مستحق ہوں ؟۔

پہلے آتی تھی حالِ دل پہ ہنسی
اب کسی بات پر نہیں آتی

ایک طویل مستقبل سامنے ہے ۔سرمایہ ختم اور ہمت بے تجربہ ۔کبھی تجارت کا سوچتا ہوں مگر تجربہ ندارد ۔اتنے پیسے باقی نہیں رہے کہ گھر بیٹھ کر کھاتا جاؤں ۔ملازمت کے لیے جس تعلیم کی ضرورت ہے وہ میسر نہیں ۔اور پھر طرہ یہ کہ تم ۔۔۔ہاں تم !امین ہو نہ ؟ ۔کیا ہندوستان کے کسی گمنام گوشے میں بھیجنے کا ارادہ رکھتے ہو ؟

آپ کا یوسف

امین کھوسہ کے نام خط

ڈیر امین !

سلامِ شوق !کل کوئٹہ سے روانہ ہو کر سبی پہنچا ہوں ۔آج پہلی گاڑی میں ارادہ ہے کہ روانہ ہو جاؤں ۔ آپ کے تقریباً درجن خطوط ،نہیں بلکہ ایک مکمل خطوط کے کتب ملے ۔کاش کہ میں ان کے جواب دینے کا اہل ہوتا : ع

عشق سے فرصت اگر ملتی تو اچھا کام تھا

آپ کا اصرار ہے کہ کچھ لکھوں ، یا دوسرے لفظوں میں آپ میرے جذبات کو عریاں دیکھنے کے متمنی ہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ خدارا اس قصے سے باز آؤ ۔ ''داستان بلا کشاں نہ سنو'' ۔وہ جذبات ہی کیا ہیں جو کہ ادا کیے جاسکیں یا قیدِ تحریر میں بند کیے جاسکیں ۔

خیر بہر حال آپ کے خطوط کا شکریہ !اور اپنے تساہل کے لیے استدعائے عفو ۔

کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

آپ کا عزیز

43

امین کھوسہ کے نام خط

میرے منطقی ،فلاسفر،ضدی دوست !جہاں رہو خوش رہو۔

ایک خط پہلے اور ایک اب ، جب کہ میں سونا مرگ سے دس دن کے سفر کے بعد یہاں بیمار ہو کر پہنچا ہوں، ملا۔ بیمار ہوں اور تکلیف میں ہوں ۔کیا لکھوں ۔اور پھر تم کو! تمہارے خط کی ہر سطر اور ہر لفظ نمک بر جراحت سے کم نہیں ۔مگر:

ہر چہ از دوست رسد نیکو است

آپ کا خیال ٹھیک ہے ۔ مجھے اپنی خامیوں کا اعتراف ہے۔اپنی کافریت کی تردید لاحاصل، فضول ۔اپنی بے ریشی اور اسی وجہ سے صفِ اسلام سے اخراج کے الزام پر بھی سرافگندگی۔ دعا فرمائیں کہ میں آپ کے خیال کے مطابق بن جاؤں۔

زاہد تنگ نظر نے مجھے کافر جانا
اور کافر یہ سمجھتا ہے مسلمان ہوں میں

اپنی کم مائیگی ،احباب کی جانب سے شکستِ اعتماد، اربابِ اقتدار کے حبس و زندان کا خوف اور حصولِ تعلیم کے لیے تلاشِ فرصت نے مجھے اس قدر سراسیمہ بنا دیا ہے کہ اب وہ بھی:

49

جن سے امید وفا تھی ہم کو

میرے قول و فعل اور میرے ظاہر و باطن کو برعکس اور متضاد سمجھنے لگے ہیں ۔کاش ۔۔

اس وقت ایک تو تکلیفِ بدنی، دوسرے نو بجے شب کے عمل اور دماغی پراگندگی نے کچھ ایسا پراگندہ دل بنا رکھا ہے کہ بے سوچے جو جی چاہتا ہے، لکھ رہا ہوں، اس لیے معاف سمجھا جاؤں۔ اگر چہ آپ کے نقطۂ نگاہ کی رو سے کائناتِ ارضی میں اس بے چارہ مظلوم ناری کے بالمقابل فقط میں ہی وہ ہستی ہوں جس کے لیے بابِ عفو دائما بند ہو چکا ہوا ہے:

مخمورِ بادۂ عرقِ انفعال ہوں

آج ہی اختر صاحب سے یہ گفتگو ہو رہی تھی، جب وہ میری عیادت کو تشریف لائے، کہ بایں حالت کوئٹہ پہنچوں تو جیل، جسے کبھی ہم نے پری خانہ بنا رکھا تھا، بہترین آسائش گاہ ثابت ہوگی علاج کے لیے ۔نگران کے اصرار نے کل تک کسی فیصلہ کرنے سے محترز رکھا۔اور کل وہ کرنیل نیوے میرے متعلق مشورہ دیں گے کہ آیا میری غیر ضروری ہستی سے پاکوں کی بستی کب تک صاف ہوگی۔ ممکن ہے اس سلسلے میں آپریشن تک نوبت پہنچے اور ممکن ہے غلبۂ جنوں سے اس حالت میں ہی یہاں سے نکل پڑوں ۔نہیں کہہ سکتا کہ کوئٹہ آؤں گا یا:

جوشِ وحشت میں کسی سمت نکل جاؤں گا
ایک فہرست مرے پاس ہے ویرانوں کی

کبھی انور کے نقاب میں، کبھی کسی اور کے لباس میں غیر مسلم، جاہل، خود غرض، مکار بنایا جا رہا ہوں ۔کبھی کیا، کبھی کیا۔اور واللہ میرے لیے یہ آپ کی تمام شاعری شبلیا نہ پھول سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی ۔آخر میں حیران ہوں کہ کیا کروں ۔پہلے کی حالت کو چھوڑیے ۔مکمل ایک عشرے کی غیر حاضری میں یہاں تقریباً تین درجن خطوط جمع تھے جن میں جناب کا الہامی صحیفہ ایک نمایاں حیثیت رکھتا تھا۔12 خطوط کے کاتب حضرات فرماتے ہیں کہ بلوچستان نہ آؤ، جن میں قومی دردمند اور معزز ہستیاں بھی شامل ہیں ۔اور بقیہ خطوط میں سے چند ایسے ہیں کہ میں جلد بلوچستان پہنچوں۔ اب میں کیا فیصلہ کروں ۔اگر آپ یہ سمجھیں کہ مجھے وہاں آنے سے خوفِ زنداں مانع ہے تو سوائے

Yousaf Aziz Magsi Chair

اس کے کہ آپ کی تنگ نظری یا اپنی بدقسمتی کا ماتم کروں، اور کیا کر سکتا ہوں۔ اگر بقول ہمارے ریاستی خرافاتی پیغمبر خواجہ فیروزالدین ریونیو منسٹر (جو ظلی و بروزی الہامات میں پاپائے قادیان کے خلیفۂ اول کی حیثیت رکھتے ہیں) کے آپ یہ سمجھیں کہ میں یہاں رنگ رلیاں منا رہا ہوں اور:

جوانی کی راتیں، مرادوں کے دن

بسر کر رہا ہوں، تو شہادت کے لیے سوائے اس کے کہ میں خالقِ ارض و سما کی طرف رجوع کروں (جس نے میرے ہم نام بے گناہ کی عصمت کی شہادت بے زبان نو ماہ کے بچے سے دلوائی تھی) اور کیا کر سکتا ہوں۔ واللہ علیم بالعباد۔

اس وقت کی حلاوت کو میں اپنی صفائی کے دماغ سوز استدلال سے زائل کرنا نہیں چاہتا اور نہ ہی مقصود تھا:

بلا سے میری جو مجھ کو برا سمجھے، بھلا سمجھے

بقول جنابِ عرب کے ایک ایسے آدمی (رازدانِ کائنات) کی زندگی اور استقلال ہمارے لیے ایک ناقابلِ تقلید مثال ہے۔ مگر کیا آپ نے فخرِ کائنات فداہ امہاتنا و آبائنا کے چہل سالہ سکوت اور غاروں میں تکمیلِ ایمان پر نظر نہیں ڈالی؟

میں کہتا ہوں کہ ایک انسان کو کسی کام کے شروع کرنے سے پہلے اپنے آپ کو اس کام کے اہل بنانا چاہیے۔ دس من کے بوجھ اُٹھانے سے پہلے ایک آدمی کو ورزش کے ذریعے اپنے آپ کو اس بوجھ اُٹھانے کے قابل بنانا چاہیے، ورنہ وہ ہنگامی و جذباتی کوشش یا تماش بینوں کی اُکساہٹ پر اپنی طاقت کا موازنہ کیے بغیر ضد آمیز ہٹ کا نتیجہ شکستِ کمر یا خندیدگی جہاں کی شکل میں پائے گا:

چوں پختہ شوی خود را بر سلطنتِ جم زن

میں ایک جاہل علاقے کا جاہل فرد ہوں۔ سیاسیات سے نابلد ہوں اور اب تک بقولِ امین صاحب ڈاڑھی منڈواتا ہوں، نماز نہیں پڑھتا اور ایک ایسا غلام ہوں جو اپنے آقا کی زبان بھی نہیں سمجھتا۔ اس لیے قبل از تکمیل خود اس وادیٔ پُرخار میں کودنے سے ہچکچاتا ہوں۔ اور ادھر میرے غلط فہم و غلط بین قدردان بھائیوں کا اصرار ہے کہ۔۔۔ اور میری جھجک پر مجھے سب کچھ سمجھا اور کہا جاتا ہے۔ ان جذبات کے تحت پرسوں "کنگن" میں ہی کہا تھا نہ کہ:

دھوکے میں پڑا دیکھ کے ظاہر مرا کم ہیں
اے تنگ نظر دیکھ تو میرا نہاں اور

یہ جملہ سات صفحات دیکھ کر آپ اندازہ لگائیں کہ کیا اس کا محرر بلحاظِ منطق بیمار ہو سکتا ہے یا کہلایا جا سکتا ہے؟۔ میں منطقی نہیں اس لیے جواب بھی نہیں دے سکتا۔

ہاں کہتا ہوں اور لکھتا ہوں کہ حقیقتاً بیمار ہوں۔ نہ صرف بیمار ہوں بلکہ تکلیف میں بھی ہوں اور لکھنے بیٹھا ہوں۔ کیونکر اور کیوں؟۔ اس کا اندازہ ساحل پر بیٹھا ہوا شخص نہیں لگا سکتا۔

اگر ہفتے کے اندر اندر اپنے لیے کوئی لائحۂ عمل بناؤں گا کہ آیا مجھے طعن و تشنیع اور از وقت اُکساہٹ پر خلافِ ضمیر اپنی استطاعت سے زیادہ بوجھ اُٹھانے کے لیے میدان میں کودنا چاہیے یا اپنی اصلاح؟۔

اور اس کے لیے مالکِ یوم الدین سے ہی استعانت اور صراطِ مستقیم پر چلنے کی ہمت مانگتا ہوں:

تقلید کی روش سے بہتر ہے خود کشی
رستہ بھی ڈھونڈھ، خضر کا سودا بھی چھوڑ دے

امین صاحب! خدارا چند لمحات کے لیے مسخرہ پن چھوڑ دیں اور سنجیدگی سے سوچیں اور مجھے میرے ذیل کے سوال کا جواب واپس لکھیں۔

اگر میں قومی و ملی خدمت کے کارزار میں کود وں یا کوئی اور مجھ سے قابل اور موزوں بلوچ میدان میں آئے تو کیا آپ شرکت کریں گے اور ملت و قوم کے سلسلے میں اپنا اسلامی فرض ادا کریں گے؟۔ یا یہ تمام کاغذی ڈینگیں صرف دیگراں را نصیحت و خود را فضیحت کے مصداق ہیں؟

کیا آپ مزید حصولِ تعلیم کو ملت اور قوم پر قربان کریں گے؟۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو الحمد اللہ!

اس کے جواب پر پھر عرض کروں گا۔

بندہ عزیز

Yousaf Aziz Magsi Chair

44

محمد امین کھوسہ کے نام خط

اللہ اکبر

بھائی امین! آج آپ کے والد محترم کا عنایت نامہ ملا۔ ابھی ان کو جواب دے کر فارغ ہوا ہوں۔ میرے ابھی باقی پانچ انجکشن رہتے ہیں۔ میرے پیارے وطن کے نوجوان بھائی! اللہ آپ کو جلدی فارغ کر کے اچھے کام میں مصروفِ عمل کرے۔ میں آپ کو ذیل کا ایک مشورہ ضرور عرض کروں گا۔ اگر آپ نے مانا تو میں بہت مشکور ہوں گا: کارل مارکس کی تصنیف The capital اور ''دنیا کے دس ہلاکت آفریں دن'' جو انگریزی میں ہے اور ایک انگریز سیاح کے قلم کی لکھی ہوئی ہے، ان کو ضرور دیکھیں۔

اگر چہ مجھے احساس ہے کہ آپ میں فطرتاً بغیر کسی کی تقلید کے ایک مادہ اشراکیت کا ہے، اور غریبوں، کسانوں، مزدوروں کے لیے لڑنے والا دل، مگر ساتھ اس کے یہ چیزیں ٹھوس بنیادوں پر اس مادے کی تعمیر کریں گی۔

بلوچستان کانفرنس تو بڑے بڑے لوگوں کے پنجے میں پھنس رہی ہے۔ حیدر آباد والوں نے ایک تجویز کی ہے کہ گورنر کو ایک وفد بھیج کر سپاسنامہ دیا جائے۔ یہ تجویز ابھی تک زبانی ہے۔ دیکھیے

! کہاں غریب بلوچستانیوں کے روٹی، بیگار، بجار، مالیہ، جرمانہ، ٹیکس کا سوال اور کہاں سپاسنامہ۔ بھائی صاحب! یہ سارے حصہ دار ہیں، جھگڑا صرف حصہ بانٹنے کا ہے۔ یہ سرمایہ دار ایک دوسرے کو پلیٹ فارم پر دھمکیاں دے کر اپنے لیے اچھا حصہ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ غریبوں سے لوٹ کھسوٹ کی بندش کا افسوس اور غم نہ تو ہماری کانفرنس والوں کو ہے اور نہ آپ کی خاص نیشنل کانگریس کو۔ میں تو اس موجودہ تحریک سے مایوس ہوتا جا رہا ہوں اور کوشش میں ہوں کہ بلوچستان کے اندر کوئٹہ، جھل، سبی، نوشکی اور مستونگ میں کسانوں اور مزدوروں کی ایک یونین بن جائے جس کے مقاصد، محاصل اور بٹائیوں کی ظالمانہ لوٹ کو معتدل درجے پر لانے کے لیے سرمایہ داروں سے اپنے حقوق حاصل کرنا اور مزدور کے لیے، جن میں ریلوے کی تعمیرات کے ہر قسم کے مزدور ہوں، اجرت کے نرخ اور اوقاتِ کام کو مناسب سطح پر لانا ہو۔

اگر بدقسمتی سے قدرت نے مجھے مہلت نہ دی اور میرا خیال میرے دل کے اندر رہ گیا تو میں اس محبت کے نام پر، جو آپ کو اس ناچیز بھائی کے ساتھ ہے، درخواست کروں گا کہ پھر آپ کو ہی اس شیطانی لعنت کے خلاف کام کرنا ہوگا۔

ہمیں اصلاحات، کونسل، گورنری، صوبہ کیا فائدہ دیں گے۔ علاوہ اس کے غیر ملکی سرمایہ داروں کی جگہ ملکی سرمایہ دار ہیں۔ 95 فیصدی بلوچستان کی غریب آبادی کے لیے تو سوراج تب ہوگا جب وہ اس لوٹ سے بچیں۔ خدا آپ کو اس بڑے انسانی کام کے لیے زندہ رکھے اور مصائب برداشت کرنے کی ہمت دے۔

آپ کا بھائی محمد یوسف علی عزیز

Yousaf Aziz Magsi Chair

45

مولانا عبدالکریم، ناظم جامعہِ عزیزیہ جھل کے نام خط

اللہ اکبر

''لاتھنوا ولاتحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین''

در سلوک از ہر چہ پیش آمد گذشتن داشتم
کعبہ آمد نقش پائے رہرواں نامیدمش

مولانا !

آپ کا عنایت نامہ ملا، پڑھا اور مسرور ہوا۔

کیسے گزرتی ہے؟۔ کب تک ہوں؟۔ اور اس سلسلے کے مزید تفصیلی کوائف بھائی محبوب سے حاصل کر سکتے ہیں۔

ہاں اگر میری صحت کی کہانی میری ہی زبانی سننے پر اصرار ہے تو سنیے کہ دو انجکشن ہو چکے ہیں، بارہ اور ہونے ہیں، اور ہر دو انجکشنوں کا درمیانی وقفہ پانچ یوم قرار پا چکا ہے۔ اس کے بعد تیس یوم منہ کی دوائی استعمال کرنی ہے، یعنی نوے دن کا کورس ہے ہمارے علاج کا۔ دو تین یوم بخار بھی رہا

۔ آج چھٹا دن ہے مگر بستر نہیں چھوٹا ۔ الغرض ہم اور ہماری حالت کا نچوڑ یہ ہے کہ:

جیتا ہوں اس لیے کہ مرتا نہیں ہوں میں

اور

شمع ہر رنگ میں جلتی ہے سحر ہونے تک

آپ کے اشعار میں سے اکثر تو بہت اچھے ہیں۔ بقیہ میں تخیل اچھا ہے، البتہ وزن سے گرے ہوئے ہیں جنہیں معمولی ترمیم کے ساتھ درست کیا گیا ہے۔ دو تین قابلِ حذف سمجھ کر مٹا دیے گئے ہیں۔

میں نے دو خط محبوب کو لکھے ہیں جن میں سکول اور اس کے لوازمات کے نشو و ارتقا کے تعلق میں بہت کچھ لکھ چکا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ میری غیر حاضری میں اپنے فرض کو میری موجودگی کے مقابلے میں دگنا اہم سمجھ کر حق و صداقت کے اس پودے کی تربیت میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھیں گے، خواہ اس کی آبیاری کے لیے خون جگر ہی بہانا پڑے۔ ایسا نہ ہو کہ بادِ صرصر کے تھپیڑے اپنا کام کر جائیں اور مہینوں کی جدو جہد کا حاصل ایک لحہِ غفلت کی نذر ہو جائے۔

میں ہر عشرے کے انجام پر آپ کے خط کا منتظر رہوں گا۔ جس میں کم از کم چند سطریں سکول کی حالت، بچوں کے شوقِ علم اور تعدادِ حاضری میں ترقی وغیرہ کے متعلق ضرور ہوں۔ ایک بے کار بیمار کی دلی تمنا ہے کہ ایک بار کار بیمار صحت یاب ہو۔

والسلام

آپ کا

عزیز (بلوچ)

Yousaf Aziz Magsi Chair
Yousaf Aziz Magsi Chair

46

مولانا عبدالکریم، ناظم جامعہ عزیزیہ جھل کے نام خط

مکرم بندہ!

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا نغمہ نواز شفقت نامہ فردوس گوش و جنت نگاہ ہوا،

شکریہ!

مفصل لکھتا مگر بیمار ہوں اور بیماری بھی کرب آمیز ہے۔ سوا مرگ سے کشتی پر بمشکل پرسوں یہاں پہنچا ہوں۔ ڈاکٹر نیو کے زیرِ علاج ہوں۔ ممکن ہے نوبت بہ آپریشن رسد۔ بایں ہمہ کوشش کر رہا ہوں کہ تھوڑا سا افاقہ محسوس کرتے ہی جلد ہی وہاں پہنچ کر برادرانِ وطن کے دکھ درد میں شریک ہو جاؤں۔ اور قبل از رسیدگی بہ بلوچستان ایک اعلان زیرِ عنوان "اعلانِ حق" چاہتا ہوں کہ شائع ہو جائے۔ اس حالت میں کہ بستر پر ہوں، روزانہ صفحہ آدھ اس کے لیے لکھ مارتا ہوں۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

چودھری صاحب سے فرما دیں کہ نوابزادہ صاحب کا مکتوب مجھے یہاں پہنچا ہے۔ فیض کے سلسلے میں عرض ہے کہ مولوی صاحب خواہ مخواہ بندہ پر ناراض ہوا ہے۔ حقیقت میں فیض سے مجھ کو

صرف اسی قدر تعلق ہے جس قدر کہ ایک ایرانی، افغانستانی مسلم کے ساتھ ہند کے کسی دردمند مسلم کا ہونا چاہیے۔ میں نے اس کی چٹھی کا جواب تک اسے نہیں دیا۔ مولوی صاحب خواہ مخواہ مجھے ہدفِ مطاعن بنا رہے ہیں۔ مولوی صاحب کو کہیے کہ میرے پیچھے پہلے ہی کافی اتہامات وافترا باندھے جا چکے ہیں۔ اگر آپ مزید کسی کمی کو پورا کرنا چاہتے ہیں تو میں یہ کہہ کر خاموش ہو جاؤں گا:

ایں ہم اندر عاشقی بالائے غمہائے دگر

واللہ اعلم بالصواب۔

دعا فرماویں کہ اللہ پاک میری موجودہ تکلیف رفع کرے تاکہ میں وہاں حاضر ہو سکوں۔

کیا آپ جرگہ کے حالات سے مجھے مطلع فرما سکتے ہیں؟

آپ کا

محمد یوسف علی عزیز

Yousaf Aziz Magsi Chair
Yousaf Aziz Magsi Chair

47

مولانا عبدالکریم، ناظم جامعہِ عزیزیہ جھل کے نام خط

اللہ اکبر

مکرم بندہ!

خطر تاب وتواں را امتحانست

عیارِ ممکنات جسم و جانست

اے خالق کائنات کی تخلیق کی ایک بہترین چیز! سلامتی ہو اوپر تمہارے اور اوپر دیگر مومن بھائیوں کے۔آپ کے خط نے بے حد محظوظ کیا۔شکریہ!

ایبٹ آباد صوبہ سرحد میں ہوں موسم معتدل ہے۔ بارش کا بلا ناغہ اور وازانہ برسنا، ہواؤں کا چلنا اور شہر کی پاکیزیت اس خطے کے مکینوں کے جنتی ہونے کا ثبوت دے رہی ہے۔ با ایں ہمہ میری سوختہ سامانی میں کوئی فرق نہیں آیا۔"زمیندار" 20 جولائی 1932 کا پرچہ دیکھیے جس میں میری تصویر ہے۔آپ کی تکلیف نے مجھ پر کیا اثرات ڈالے؟۔اس کی تشریح کو کسی اور موقع پر رکھے دیتا ہوں۔کسی وقت مسلم سے میں نے ایک اپیل کی تھی جس میں ایک شعر یہ ہے:

رگوں میں دوڑنے پھرنے کے ہم نہیں قائل

جو آنکھ ہی سے نہ ٹپکا تو پھر لہو کیا ہے

اب اس کا اطلاق عین مجھ پر ہوتا ہے۔اگر میں یہ عرض نہ کروں کہ بندہ بھی عمل اعداد کے لیے حاضر ہے۔دو تین یوم سے طبیعت پر ایک خاص حالت طاری ہے جس کے تحت "پیغامِ عمل واحساناتِ سرورِ کائنات" کے زیرِ عنوان بہت کچھ کہہ چکا ہوں۔"زمیندار" اور "سیاست" کی معرفت آپ دیکھ سکیں گے۔چودھری صاحب نے مجھے اب تک کچھ نہیں لکھا۔تکلیف فرما کران کو اگر یہ پیغام پہنچا دیں کہ "بندہِ خدا! تمہیں علم نہیں کہ ایک غریب الوطن کے لیے اس قدر استغنا کس قدر اذیت دِہ ہوا کرتا ہے" تو آپ کا شکریہ ہوگا۔ بھائی فیض کو بہت بہت السلام علیکم۔

میں ہوں اور "بے مہریِ اہلِ وطن" غالب کہ دل

دیکھ کر طرزِ تپاکِ اہلِ دنیا جل گیا

آپ کا

محمد یوسف علی خاں مگسی

Yousaf Aziz Magsi Chair

اگر تیغِ عالم نہ جنبد ز جائے
نہ بُرد رگے تا نہ خواہد خدائے

آپ کے رنگین خط کا رنگین جواب دنیا آج کل میرے لیے از بس مشکل ہے۔اطمینان قلب نہیں۔وہ سکون نہیں،وہ یکسوئی نہیں جس کی اس کے لیے ضرورت ہوا کرتی ہے اس لیے مطلب کی ادائی پر ہی مکتفی ہوتا ہوں۔

والسلام

بندہ محمد یوسف علی عزیز

48

مولانا عبدالکریم،ناظم جامعہِ عزیزیہ جھل کے نام خط

اللہ اکبر

محترم بندہ مولانا صاحب
وعلیکم السلام

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشائے لب بام ابھی

آپ کے ہر دو خطوط کل مجھے موصول ہوئے۔شکریہ!

وجہِ تاخیر اغلباً میرا ایک مقام پر مستقل قیام نہ ہونا ہی ہے۔کراچی جاتے ہوئے ٹرین کے ہچکولوں میں لکھ رہا ہوں۔اغلباً 25 ماہِ رواں کے اندر ہمیں قلات جانا پڑے گا۔ہمیں جدید خان آف قلات کی یہی فرمائش ہوئی ہے،مگر ابھی تک فیصلہ نہیں ہوا۔ہمیں کہا جاتا ہے کہ قلات میں بصورتِ عدمِ فیصلہ ہماری واپسی میں رکاوٹ ڈالی جاوے گی اور شاید آزادی بھی سلب کر لی جاوے۔مگر یہ خوف ہمارے ارادوں میں مانع نہیں ہوسکتا۔

Yousaf Aziz Magsi Chair
Yousaf Aziz Magsi Chair

49

مولانا عبدالکریم ناظم جامعہِ عزیزیہ جھل کے نام خط

مولانائے جامعہ!

عزیز کا باغ خشک ہو رہا ہے، حکومت نہیں رہی کہ ان بدنظمیوں کا علاج کیا جائے۔ میں اپنے رفقا سمیت، جو تقریباً آٹھ سات آدمی ہیں، کام کرنے جا رہا ہوں۔

آپ بلا جبر بورڈنگ میں رہنے والے بھائیوں کو کہیں، اگر وہ تکلیف محسوس نہ کریں تو آئیں اور اس شب خیزی کے شریک بنیں، انکو مجبور نہ کیا جائے۔

ایک یا دو یا جس قدر، وہ بھی بشرطیکہ تکلیف محسوس نہ کریں، آئیں، ورنہ ہم کافی ہیں، آپ خود تکلیف ہرگز نہ کریں۔

آپ کا محمد یوسف عزیز

50

مولانا عبدالکریم ناظم جامعہِ عزیزیہ جھل کے نام خط

بھائی صاحب!

نوشتہ ملا۔ خامی انسانیت کی ایک ایسی قدیم تر موروثی خاصیت ہے جس سے (بتقاضائے بشریت) اولوالعزم رسل کو بھی مستثنیٰ نہیں کیا جا سکتا۔ ہمیں انسانوں کا جائزہ ان کی سرشت کے اجزائے اجتماعی سے لینا چاہیے۔ البتہ مستحق تحسین و ستائش ہیں وہ چند ہستیاں جن کی خامیوں سے ان کی قابلیتیں زیادہ ہیں۔ میں بحیثیت آزاد و نقاد و محاسبِ اعمال کے جس طرح اپنے تئیں خامیوں سے مبرا نہیں سمجھتا اسی طرح بصد افسوس (آپ کے جذبات کی رعایت کے لیے) آپ کے لیے بھی یہی لفظ استعمال کروں گا۔

یہ حق ہے کہ آپ کی افادیت اور نافعیت خامیوں سے کہیں زیادہ تر ہے۔ یہ معاملہ تو یہاں ختم ہو گیا۔ اب رہا لطف علی خاں! اسے آپ جانتے ہی ہیں۔ اس کی افتادِ طبیعت نے اسے مجبور کر رکھا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اس نے اس سے آزاد ہونے کی کوشش تو بجائے خود خیال تک بھی نہ لایا۔ یا بہ الفاظِ واضح اسے اپنا حسن اور زیور سمجھنے کی علت میں گرفتار ہے۔ حالات کی غیر سازگاری نے اسے موقع ہی نہیں دیا کہ اپنے دل و دماغ کو بلند خیالات کے لیے خالی چھوڑ سکے۔ خود اعتمادی جب نا دانستگی و جہالت سے ملتی ہے تو غرور اور گھمنڈ، بلکہ کبھی کبھی دعوائے خدائیت کے اُس تباہ کن مقام

Yousaf Aziz Magsi Chair
Yousaf Aziz Magsi Chair
Yousaf Aziz Magsi Chair

تک لے جاتی ہے جہاں سے میرے اس عرض کردہ اعتقاد کی تحقیق کا سراغ ملتا ہے کہ ''انسان خامیوں سے مبرا نہیں۔''

مفصلات سے قطع نظر اگر آپ بھی لطف علی خاں کے طریقِ کار کے مقابلے میں ویسا طریقِ کار اختیار کریں تو انصاف سے فرماویں کہ اپنے متعلق آپ کا کیا فیصلہ ہوگا؟

بھائی صاحب!

دل کو کام میں، ایک منتخبہ دُھن میں اس قدر مصروف اور محور رہنے کا عادی کرنا چاہیے کہ اس کے علاوہ نہ تو کچھ سننے میں آئے اور نہ سمجھ میں۔ ایک آپ کے کافر ساز مُلاؤں کی تخلیق کا فرنے ایک پتھر کے بت سے ایسا گہرا معاملہ رکھا کہ اسے محمود کے حملے اور برسرآمدہ شمشیر کا علم تک نہ ہوا۔ میں لطف علی خاں کو واپس آنے پر سمجھاؤں گا، مگر میرے خیال میں میرے سمجھانے سے زیادہ دستِ قدرت کی تنبیہ نے انہیں سمجھانے کے لیے بہت کچھ کر دیا ہے۔ پس اگر فطرت ہی سرے سے سرکش اور جاہل ہے تو اس کا خمیازہ کسی اور کو تھوڑا ہی بھگتنا پڑے گا۔

اب رہا میرا معاملہ! جب تک میں آپ کی اور آپ کے جامعہ کی نافعیت کو ادنیٰ انسانی خامیوں کے مقابلے میں زیادہ مفید اور نافع سمجھوں گا، تب تک میں سرتاپا آپ کی اور آپ کے رفقا کے کار کی اعانت کو اپنا فرض سمجھوں گا، جس طرح اس وقت تک کرتا رہا ہوں۔ البتہ یہ مجھے شاید مشکل ہو کہ اپنی ہر اعانت کے وقت ضروریات سے پہلے اعلان کرتا پھروں، اور کرنے کی بجائے کہنے میں وقت صرف کروں۔ بمبئی سے تا بایں دم میں نے کہا بہت تھوڑا ہی ہے۔ تقریباً دو ہفتے ہوتے ہوں گے کہ شہداد کوٹ روانگی سے پہلے وہ شام کے وقت آپ کا تشریف لانا اور اس داستان کو چھیڑنا، تاہم آپ کو یاد ہوگا کہ آپ مجھے تقریباً کوئی خاص حوصلہ افزا جواب دے کر نہیں گئے۔ مگر کیا واقعات آپ کی کامیابی پر دال نہیں؟ کیا میں نے عملی طور پر آپ کی حوصلہ افزائی نہیں کی بجائے زبانی ہمدردی میں وقت صرف کرنے کے؟ مجھے اُمید ہے کہ میرا اختصار اپنی واضح شکل میں جلوہ گر ہوگا۔

آپ کا محمد یوسف عزیز

محمد امین کھوسہ کے نام خط

در جہاں نتواں اگر مردانہ زیست
ہمچو مرداں جاں سپردن زند گیست

بھائی صاحب! آپ کے خطوط یا محبت نامے ملے، شکریہ!

آپ کا ''دگرگونیِ مجالس'' سے خطاب کرنا بھی عجیب ہے۔ حالات دلچسپ ہیں، کاش کہ میں آپ کو مفصل لکھ سکتا۔ یہاں دن میں دو تین بار حق و باطل کی جنگ چھڑ جاتی ہے اور یقین جانیے کہ آپ کے اس ناچیز بھائی نے اعلانِ حق میں کوتاہی نہیں کی۔ مخالفت زوروں پر ہے۔ خاص کر وڈیرہ منگلوئی تو خوب مخالف ہو گئے ہیں۔ صرف سرداری مناظرے نہیں ہوئے، بلکہ باقاعدہ جنگ اور مباحثے کی صورت میں اپنے اپنے خیالات کا اعلان کیا جاتا ہے۔ مگر شکر ہے کہ مخالفین باطل کے اظہار کے بعد نادم ہو جاتے ہیں۔ مفصل حالات گرد صاحب آپ کو لکھیں گے۔ آپ کوئٹہ سے بندہ کے آنے تک نہیں جا سکتے۔ یہ ضروری حکم ہے، درخواست ہے، التجا ہے۔ یہاں کبھی کبھی ہاتھا پائی اور لڑنے تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ میں جسماً کمزور ہوں۔ اگر مارا گیا تو بس ایک یا دو کا اُمیدوار ہوں۔

آپ کا بھائی محمد یوسف علی عزیز

Yousaf Aziz Magsi Chair
Yousaf Aziz Magsi Chair

52

ملتان سے تاج محمد ڈومبکی کے نام خط

مکرم من بھائی صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حسبِ حکم، وزیرِاعظم کے نام چٹھی آپ کو پہنچا رہا ہوں جو دستی وہاں پہنچائیں۔

میں نے چٹھی میں رونا تو اچھا سارا رویا ہے۔ مگر:

کاش گلشن میں سمجھتا کوئی فریاد مری

خیر پرواہ نہیں۔ اگر کسی نے بھی نہ سمجھا اور کوئی بھی میرا ہم نوا نہ بنا تو:

میں ظلمتِ شب میں لے کے نکلوں گا اپنے درماندہ کارواں کو

شرر فشاں ہوگی آہ مری، نفس مرا شعلہ بار ہوگا

ملتان میں ہوں۔ دنیاوی جھمیلوں سے آزاد ہو کر خدمت کرنا چاہتا ہوں، مگر محسوس ہو رہا ہے کہ لیلائے آزادی تک پہنچنا کارے دارد ہے۔ بہر حال:

لیس للانسان الا ما سعیٰ

خدا حافظ

بندہ عزیز

58

*****

اگر دعائے ذیل کا ورد کرتے رہیں تو بہتر ہوگا، مگر پڑھتے وقت معنوں پر نظر ہو اور اللہ پر یقین۔ وہ یقین جس نے آگ کو گلزار بنا دیا تھا، ورنہ خالی پڑھنا بے کار اور تضیع اوقات ہوگا۔ معنی کو سمجھ لیں۔ پھر چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے یہی ورد ہو۔

واللہ کہ بڑا لطف آئے گا:

ربنا افرغ علینا صبراً وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین۔

(اے رب! ہمارے دلوں کو صبر کے لیے فراخ کر دے اور ہماری قدموں کو جمائے رکھ اور نصرت بخش ہمیں اوپر کفار کے)۔

یعنی ظلم کے مقابلے میں صبر کی طاقت دے اور صراطِ مستقیم پر ہمارے قدموں کو مضبوط رکھ اور کفار پر فتح دے۔ یہی دعا شعیب علیہ السلام، یہی دعا موسیٰ علیہ السلام، اور تمام انبیائے کرام نے وقتاً وقتاً لڑائیوں کے موقع پر مانگی تھی۔ مگر یہ ضروری ہے کہ پڑھتے وقت یہ عین الیقین اور حق الیقین ہو کہ اللہ ایک ہے اور ہم مسلم ہیں اور حق پر ہیں، اور ہر تکلیف میں پڑ کر بھی اپنے اصول سے نہیں ہٹیں گے۔ خدا آپ کی مدد کرے گا۔

عزیز

اس بے چارے کو کیا علم کہ یہاں تو یہ قصہ ہے کہ:

مشعل بنا کے تابشِ داغِ جگر کو میں

راتوں کو ڈھونڈتا ہوں تری رہگذر کو میں

اچھا خدا حافظ

محمد یوسف علی عزیز بلوچ

(یہ خط پیڈ کے کاغذ پر لکھا گیا ہے۔ ایک کونے میں انگریزی میں "نوابزادہ محمد یوسف علی خاں مگسی" اور دوسرے پر "بلوچستان، تاریخ 1-4-1932" چھپی ہوئی ہے)۔

Yousaf Aziz Magsi Chair
Yousaf Aziz Magsi Chair

53

23 مارچ 1934 کوامین کھوسہ کے نام خط

23.3.1934

خوابوں کی دنیا میں رہنے والے بھائی !

بی ۔اے ہونا مبارک ہو،تمہاراطویل خط ملا ،پڑھا۔سیف کی باتیں تمہاری زبانی کیسی میٹھی تھیں۔تمہارے جذبات ، والدہ کے پیغام ،نفس کاغذ سے امیفیت کی بو۔..........

آہ۔..............ایک زہرخندہ،ایک والہانہ کھلبلی اور پھروہی معمولانہ خاموشی اور میں۔

امین !مانا کہ میں اپنی آگ سے آپ ہی جل چکا ہوں ۔یہ مافوق العادت قوتوں سے سروکار رکھنے اورعنان خیال کوانسانی وسعت سے پرے ڈھیلا چھوڑ دینے کا نتیجہ ہے ۔جس طرح کثیف ہوا آمدورفتِ نفس کومشکل بنا دیتی ہے بعینہ اسی طرح میرا معاملہ ہے ۔مگرتم مجھے جانتے ہو، میں مایوس نہیں ہوا،مایوس ہونا ختم ہو جانا ہے ۔آرزوئیں آباد ہیں، خواہ کبھی بھی زلفِ یارتک رسائی نہ ہو،مگردل ودماغ کامعاملہ اُس کے ساتھ ٹوٹنے نہ پائے۔

’’علی گڑھ ہوتے ہوئے کوئٹہ جاؤں؟‘‘ ---خوب کہی! کیوں علی گڑھ یہاں نہیں آتا ؟۔بی ۔اے تو ہو چکے،اب علی گڑھ میں اورکیا کرنا ہے ۔ذرا نکلو،دنیا کو دیکھو۔ اے اسیر قفس

!اے پیکرِ ذہن ودماغ،غلامی کے ماحول میں رہنے والے!تمہاری ذاتی ذہانت خواہ تمہیں اس ماحول سے باہر جانے کی اجازت بھی دے،مگر پھربھی ماحول اپنا رنگ جمائے بغیرنہیں رہ سکتا ۔آؤ، دیکھو، قو میں کیا سوچ رہی ہیں،آج کل کے موضوع کیا ہیں؟

ہندوستان میں مذہب،اچھوت ، ہندو،مسلم، سکھ عیسائی،شعیہ سنی وغیرہ،کبھی اس کے علاوہ بھی کوئی بات سننے پائی؟

اسیر رنگ وبو !غلام ابن وآں ! تمہاری بربادی کا باعث انگریزنہیں بلکہ تمہارے درازریش مذہب فروش باشندے ہیں۔کم بختوں نے مذہب جیسی بلند تخلیق کودنیا کا بدترین کھلونا بنا کر انسانی آبادی کےایک عظیم حصے کوبرباد کرڈالا،خداان سے سمجھے۔

حیران ہوتا ہوں جب بڑے بڑے دماغوں کوان امتیازوں کا اسیر دیکھتا ہوں اورامین ان کی تعریف کرتا ہے ۔چلو جی شیخ عبدالمجید صاحب،آپ کامخدوم،اسلام کاخدمت گار۔سچ ہے غلام کی نظر،غلام کی بصارت بھی ایسی بنائی گئی ہے۔خیر!تم جانواورتمہاری سیاسیات ،ہم توابھی زخمی سپاہی ہیں جو Holiday منارہے ہیں ۔دیکھا جائے ، پھرمیدان کی شکل نصیب میں ہے یا کچھ اور۔

آؤں گا، گھبرائو نہیں، خیر سے انتظار کرو۔آپ کا آخری استفسار،شعریت کا آلہ---

بھائی! یورپ ہمہ تن شاعراور دنیائے شعریت اور پھر یہ استفسار---مگرامین! یورپ کے متعلق آپ کےعلمایانِ دین کی تمام رائیں غلط،یکسرغلط بخدا کہ غلط ۔یورپ بہت آزاد ہے۔آپ سے بازار میں ،ریسٹورانوں میں، پارٹیوں میں آزادانہ عورتیں ملیں گی، باتیں کریں گی، کھیلیں گی، سنائیں گی اور رشتہ دارکوئی بھی دخل نہیں دیں گے۔مگر اخلاقی لحاظ سے وہ برائی جوآپ کے درازریش حضرات اس سے منسوب کرتے ہیں،ایک فیصدی پائی جائیں گی۔یہاں کی عورت اپنی عصمت کی حفاظت آپ کے رسم ورواج کے مطابق پردے اورتلوار وبندوق کے ڈر کے ذریعے نہیں کرتی،ان کا معیار کچھ اور ہے ۔کاش کہ اس میں تفصیلات لکھ سکتا ۔ یہاں کی کنواری عورتیں اور وہ عورتیں، جو شادی شدہ ہیں،عصمت کے معاملے میں انتہائی معیار پرپہنچی ہوئی ہیں ۔باقی رہا آپ کی ہندوستانی معاشرت کے مطابق وہ طبقہ جوساز وسرود کے ساتھ علانیہ بازاروں میں عصمت فروشی کرتا ہے،یہاں وہ ہے مگر

Yousaf Aziz Magsi Chair
Yousaf Aziz Magsi Chair

مختلف رنگ میں ۔میرا مطلب یہ ہے کہ اُس رنگ میں جس سے دوسروں کو برائی کی ترغیب نہ مل سکے ۔مگر بہت کم، بہت کم۔

آپ حیران ہوں گے ، جب ایک کنواری یورپین لڑکی ایک دو بجے تک گھر سے باہر آپ کے ساتھ کسی پارک میں تنہا بیٹھی ہوئی ہے اور مختلف موضوعات پر بحث ہو رہی ہے۔۔۔ممکن ہے شعروشاعری یا محبت وغیرہ پر ہی بحث ہو، ممکن ہے وہ آپ کے ساتھ اقرارِ محبت بھی کرے۔مگر کیا مجال ہے کہ ایسی رومانٹک فضا میں، یورپ کی زندہ کن فضا میں، تنہائی، نیم شب کا وقت، ایسے وقت میں بھی اس کا خیال ایک لمحے کے لیے بھی عصمت فروشی کی طرف منتقل ہو۔اگر بیوقوفی سے آپ کا خیال اس طرف منتقل ہو جائے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ نے اپنا وقار، اپنی اخلاقی حالت کو اس کی نظروں میں مجروح کردیا۔یہ ہے یہاں کی اخلاقی حالت ۔آپ کے مولویوں کی بنائی ہوئی عورت پردے میں رہے گی، مرد کی شکل نہ دیکھ کر محض نظر کی جبریت پر عامل ہوگی، وہ مذہبی، دیندار، نمازن کہلائے گی، مگر معاف فرمایئے گا کہ پچاس فیصدی، جب ورثا کی غیر حاضری میں آنکھ کا کوئی اشارہ ملے گا، تو ہمہ تن خون ہو کر بہہ جائے گی:

نکورو تاب مستوری ندارد

چو در بندی سر از روزن بر آرد

یہ ہے نتیجہ پابندیوں کا۔جذبات وخیالات، جو رسم ورواج کی پابندی سے راہ نہیں پاتے، وہ عورت کو باغی، عیاشی کی طرف منتقل کر دیتے ہیں۔وہ Day Dreaming میں اوقات بسر کرتی ہے اور یہ دماغی عیاشی اس کے کیرکٹر کو بہت نازک اور ناپائیدار بنا دیتی ہے۔نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ذرا سے اشارے کی یا ذرا سی ترغیب کی دیر ہوتی ہے اور ورثا کی غیر حاضری کا موقع' بس پھر آپ جانتے ہیں۔

یہاں کی عورتیں ہر قسم کی آزادی سے بہرہ ور ہیں۔مردوں سے کھیلتی ہیں، ننگی ٹانگیں رکھتے ہوئے بازار میں پھرتی ہیں، دریاؤں میں تیرتی ہیں، جس چیز کو اچھا سمجھتی ہیں، انہیں خوف نہیں ہوتا کہ والدین مزاحم ہوں گے ، آزادانہ تعارف پیدا کر کے سیر کرتی ہیں۔اس کی وجہ سے انہیں دماغی

عیاشی کی اُس بدترین شکل سے واسطہ نہیں پڑتا جیسا آپ کے علاقے میں، سمجھتی ہیں۔عصمت کو صرف اُس کے لیے سمجھتی ہیں جو کہ ان کی زندگی کا رفیق ہو، وہ بھی باقاعدہ نکاح کے بعد، پہلے نہیں۔ شاذ ونادر۔۔۔ہاں! میں نے شاذ ونادر کہا اس لیے کہ محض ناتجربہ کار، مردوں کے وعدہِ شادی میں آکر عصمت پہلے ضائع کرتی ہیں، مگر یہ معاملہ بہت کم ہے اور ہو رہا ہے۔

اچھا اب رہا میں اور شاعری، مجھے تم جانتے ہو، سراپا شاعر۔دس بجے سے لے کر چار بجے تک تو باقاعدہ کام کرنا پڑتا ہے کالج میں۔اس کے بعد کبھی ہم جاتے ہیں تو کبھی ہمارے پاس اُن کو آنا پڑتا ہے۔پُرلطف باتیں ہوتی ہیں، حسن کا قصہ بھی چھڑ جاتا ہے، عشق کا ساز بھی بجتا ہے، مگر ہندوستانی ساز نہیں۔ہم اپنی مشرقی روح کے ترانے گا کر انہیں سناتے ہیں، وہ اپنے مغربی ساز کے بین بجا کر رومان طاری کرتی ہیں۔مگر حاشا وکلا، جو معاملہ اس سے بڑھا ہو۔ہاں! ایک بار ایک اکیس سالہ کنواری لڑکی نے شادی کا وعدہ لینا چاہا۔ہم نے کہا کہ ہم بڑے خوش قسمت ہوں گے اگر آپ ہمیں منظور فرمائیں مگر آپ جانتی نہیں کہ ہمارا مستقبل سلوں کی تنگ وتاریک کوٹھڑیاں یا سیسے کی کوئی منجمد گولی کا شکار ہونا مقدر ہو چکا ہے، کیوں قسمت کو خراب کرتی ہو۔اس کا اصرار اس کے ساتھ اور بھی بڑھا۔فرمانے لگیں کہ اگر تمہارے اندر یہ ہمدردیِ ملک وقوم کا جذبہ نہ ہوتا تو میں شادی کے لیے ہرگز نہ کہتی۔آپ کی ظاہری وضع اور شکل سے زیادہ باعثِ تحریک میرے لیے آپ کے جذبات ہیں۔

خیر! اس وقت تک تو ہم نے معاملہ زیرِ غور رکھا ہوا ہے۔شریف ہے، معصوم ہے اور پیار کرتی ہے۔ہم بھی کرتے ہیں مگر بھائی! حقیقت یہ ہے کہ ہم شادی کے قابل نہیں۔

اچھا بھائی خدا حافظ، کبھی کبھی یاد کیا کرو تو عنایت ہوگی۔تمہارے ملنے کو بالخصوص اس فضا میں جی بہت ترستا ہے۔

آپ کا وطن سے دور

عزیز

Yousaf Aziz Magsi Chair
Yousaf Aziz Magsi Chair

54

24 مارچ 1934 کو امین کھوسہ کے نام خط

24-3-1934

بمبئی

بھائی امین!

خدا حافظ!

بیمار ہوں، اس پر اضافہ یہ کہ بے چین ہوں، لہٰذا خدا حافظ! جا رہا ہوں۔
بلوچستان جدید کے ذریعے یاد کیا کرو اور مجھے بھی دیکھا کرو۔ اگر چاہو۔

خدا حافظ

آپ کا عزیز

(پتہ: بمطالعہ میر محمد امین خاں کھوسہ بلوچ، متعلم بی۔ اے، آفتاب ہال، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، یو۔ پی)

(میر محمد امین کھوسہ نے اپنے قلم سے (سرخ روشنائی میں) تحریر کیا ہے:

مشکلے نیست کہ آساں نشود
مرد باید کہ ہراساں نہ شود

اچھا خدا حافظ

خدا حافظ، خدا حافظ

امین

Yousaf Aziz Magsi Chair
Yousaf Aziz Magsi Chair

55

25 مارچ 1934 کو محمد حسین عنقا صاحب کے نام خط

از بمبئی

25 مارچ 1934

رفیق محترم!

مجبوراً یورپ جارہا ہوں۔ مجھے کافی احساس ہے کہ میری غیر حاضری آپ کے لیے کس قدر اذیت کا باعث ہوگی، مگر کیا کیا جائے کہ اس کے سوا چارہِ کار نہیں۔ آپ کا بادہ بھی تو نیم رس ہے اور شوق بھی تو ابھی نارسا ہے۔ یہی بہتر ہے کہ سر پر خشت ہی رہنے دی جائے۔

زجوان خام سوزے سخنم تمام سوزے
غزلے کہ می سرایم ، بتو ساز گار بادا

آپ جانتے ہیں کہ میں نے، جس قدر بھی میرے عزائم کا احاطہ تھا، اس کے مطابق خلوص اور بے غرضی سے اپنی قوم اور ملک کی خدمت کی، اور اس خدمت کا معاوضہ اگر چاہا بھی تو صرف یہی کہ میرا ضمیر اور میری روح مطمئن رہے۔ اور کہہ سکتا ہوں کہ:

حاصلِ عمر نثارِ رہِ یارے کردم
شادم از زندگیِ خویش کہ کارے کردم

اگر زندہ رہا اور صحتِ جسمانی بھی معاون رہی تو انشاء اللہ پھر جلد ہی آپ کے درمیان میں ہوں گا۔ اور آپ یقین رکھیں کہ میں بہر حال آپ کے درد اور تکالیف کے احساس سے آزاد نہیں رہ سکوں گا۔

گو میں رہا رہینِ ستم ہائے روزگار
لیکن ترے خیال سے غافل نہیں رہا

میں 27 ماہ حال لندن روانہ ہو رہا ہوں، پُرنم آنکھوں اور خوں ریز دل کے ساتھ:

آپ کا درد سینے میں دبا کر جانے والا

یوسف عزیز

Yousaf Aziz Magsi Chair
Yousaf Aziz Magsi Chair

56

بمبئی 25 مارچ 1934 کو نواب یوسف علی خان عزیز مگسی کا لندن جاتے ہوئے اہلِ بلوچستان کے نام الوداعی پیغام (بلوچستانِ جدید)

بمبئی 25 مارچ 1934

بادہ ہے نیم رس ابھی شوق ہے نار سا ابھی
رہنے دو خم کے سر پہ تم خشت کلیسا ابھی

میرے وطنِ عزیز کے پیارے بھائیو! السلام علیکم!

میں دو ماہ کامل علاج کرانے کے باوجود شفایاب نہیں ہوسکا۔ لہٰذا مجبوراً یورپ جارہا ہوں۔ مجھے کافی احساس ہے کہ میری غیر حاضری آپ کے لیے کس قدر ذہنی اذیت کا باعث ہوگی۔ مگر کیا کیا جائے کہ اس کے سوا چارۂ کار بھی تو نہیں۔ ایک کی راحت ہزاروں کی مسرتوں کے خون سے ہی تو بنتی ہے۔

ایک شربت کے لیے ہزاروں دواؤں کا خون کرنا پڑتا ہے۔ اور ساتھ اس کے یہ بھی کہ ہماری نظریں کسی فعل کے ماہیت پا جانے سے ایسے قاصر ہیں جس طرح کہ بلوچستانی ذہنیت کے لیے قربانی کا خلاصہ۔

63

اس کی تشریح خدائے کریم اپنی الہامی کتاب میں یوں فرماتے ہیں: (ترجمہ)

"ممکن ہے جس چیز کے ساتھ تم محبت کرتے ہو، وہ تمہارے لیے نقصان دہ ہو اور ممکن ہے جس چیز سے تم کو نفرت ہو وہ تمہارے لیے نفع رساں ہو"۔

بس میرے عزیز بھائیو! میں اس احساس کے باوجود کہ تمہیں میرا موجودہ وقت میں چھوڑ کر چلا جانا اچھا نہیں لگے گا بھی جارہا ہوں اور یقین رکھتا ہوں، قدرت کی ہر حرکت ہر فعل کوئی نہ کوئی بھلائی اپنے اندر مستور رکھتی ہے۔

اور مزید یہ کہ آپ کا بادہ بھی نیم رس ہے اور شوق بھی اب تک نارسا ہے۔ بس ......
یہی بہتر ہے کہ "خم کے سر پر خشت" ہی رہنے دی جائے۔

یہاں مجھے اپنے لیے اور کچھ عرض کرنا مقصود نہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ میں نے جس قدر بھی میرے عزائم کا احاطہ تھا کے مطابق خلوص اور بے غرض ہو کر قوم اور ملک کی خدمت کی اور اس خدمت کا معاوضہ اگر چاہا تو بھی صرف یہی کہ میرا ضمیر اور میری روحانیت مطمئن رہے۔ اور کہہ سکوں کہ:

حاصلِ عمر نثار رہِ یارے کردم
شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم

اور اگر چند کم نظروں اور ظاہر بینوں کی نگاہ میں میری خدمات کا انعام مجھے سرداری قوم کا انعام اور مجھے اس کام کرنے سے مقصود بالذات یہی کچھ تھا تو میں ان کے جواب میں تو اس کے سوا کچھ عرض نہیں کرسکتا کہ:۔

کم نظر بیتابی جانم ندید
انتظارم دید و پنہانم ندید

مگر حقیقت شناس قلوب اور اسرار بین نگاہ والوں سے یہ عرض ضرور کروں گا کہ وہ ذرا واقعات کی تہہ میں غور سے جائیں اور سرداری سے ماقبل اور اس کے بعد کے تمام واقعات اور میری حرکات کو غور سے دیکھنے کے بعد رائے قائم کریں اور اب رفتارِ حال کو بھی دیکھیں کہ کیا ہو رہا ہے۔ کیا کچھ ہوا اور کیا ہوگا؟ خیر اس قدر صفائی کی بھی ضرورت نہ تھی، مگر صرف اس لیے عرض کیا کہ میں:۔

Yousaf Aziz Magsi Chair
Yousaf Aziz Magsi Chair

تا تو بیدار شوی نالہ کشیدم ورنہ
عشق کاریست کہ بے آہ و فغاں نیز کند

بایں ہمہ میں تمام اہلِ وطن سے معذرت طلب کرتا ہوں کہ اگر میری ان خدمات میں کسی بھائی کو میرے ہاتھ، قلم، فعل سے کسی قسم کی جسمانی، ذہنی، مادی اذیت یا تکلیف پہنچی ہو تو مجھے معاف فرما دیں۔ کیونکہ بہر حال میری نیت ایسا کرنے نہ تھی۔ اگر خدانخواستہ کچھ ہوا بھی ہوگا تو نادانستہ اور جوشِ خدمت میں۔

اگر زندہ رہا اور صحتِ جسمانی بھی معاون رہی تو انشاءاللہ پھر جلد ہی آپ کے درمیان میں ہوں گا اور آپ یقین رکھیں کہ میں ہر حالت میں آپ کے درد اور آپ کی تکلیف کے احساس سے آزاد رہ نہ سکوں گا۔

گو میں رہا رہینِ ستم ہائے روزگار
لیکن تیرے خیال سے غافل نہیں رہا

اچھا بھائیو! خدا حافظ۔ خدا کرے میں واپسی پر یہی مناظر دیکھ سکوں! خوشحال ترقی یافتہ بلوچستان میں قدم رکھ سکوں۔

اسلام علیکم

میں 27 ماہ حال کو روانہ ہو رہا ہوں۔ پُرنم آنکھوں اور خون ریز دل کے ساتھ آپ کا درد سینہ میں دبا کر جانے والا

محمد یوسف علی عزیز
مگسی بلوچ

57

24 مئی 1934 کو محمد حسین عنقا کے نام خط

لندن۔

بھائی عنقا! سلام علیکم

باور کرلو۔ تمہارے خط نے بے قرار کیا۔ آنکھیں بھر آئیں۔ میں اپنے شگاف سینہ اور غم آلود دل کے ساتھ سخت مصروف ہوں۔ علاج کے بعد فرصت میں ہمہ تن مصروفِ تعلیم ہوں۔

خان کو تین سال کی سزا دی گئی ہے۔ کیا یہ صحیح ہے؟

عنقا یقین رکھو، اس وقت جب یہ سطریں لکھی جاری ہیں دل، جگر جسم کا ذرہ ذرہ آنسوؤں سے بھرا ہوا ہے۔ مگر باوجود اس کے کچھ نہیں کر سکتا۔ آپ لکھتے ہیں کہ ''بلوچستان جدید'' کے لیے کچھ لکھوں، کس کو خطاب کروں، اور کیا لکھوں۔ بہر حال اگلے ہفتہ کچھ نہ کچھ بھیجنے کی سعی کروں گا۔

''مایوس ہونا مرنے سے بدتر ہے اور انسانیت کے خلاف احمقانہ بغاوت ہے۔ مایوسیاں زندگی کے ہر قدم پر ہمیں ملیں گی۔ اُن سے بغلگیر ہو کر روانہ ہو جانا ہی زندگی ہے۔ ٹھہرنا موت ہے، اور موت نام ہے مٹ جانے کا۔ میں بھی مایوس ہوتا رہتا ہوں۔ مگر یکسر مایوس ہو نہیں چکا، ہو چکنا ختم ہو جانا ہے۔

تمہارا اگلا خط بلوچستان کے تفصیلی حالات کے متعلق ہونا چاہیے۔

Yousaf Aziz Magsi Chair
Yousaf Aziz Magsi Chair

بھائی نسیم کو پیار ۔ الغرض وطن (بلوچستان) کے ذرے ذرے کو پیار اور آنسوؤں کا تحفہ۔ مادر وطن کی گرم تپتی دھوپ اور اڑتی ہوئی خاک کو پیار ۔ مادر وطن کی گلیوں میں پھرنے والے گدھوں اور کتوں کو پیار ۔ مادرِ وطن کے اندر بنے ہوئے زندانوں میں وطن کے رہنے والے شیدائیان کو پیار، زنداں کے محتسب اول سے لے کر آخر تک کو پیار ۔ اُن کی خوش نصیب آنکھوں کو بوسہ جو مقدس ہستیوں کو ہروقت دیکھا کرتی ہیں ۔ اور: 'دیس میں بسنے والے بتا کس رنگ میں ہیں یارانِ وطن!' ۔

جنھوں نے وی پی واپس کردی ہے کیا اب تک زندہ ہیں؟

جھل کی سرداری کے بارے میں مجھے آزاد کردیا گیا ہے، اگر صحیح ہے تو الحمداللہ ۔

صمد اور کرد کے جیل جانے کے بعد میرے لیے سرداری ایک لعنت تھی جس سے قدرت نے آزاد کردیا۔

آپ کا بدنصیب ہمہ تن اشک ....عزیز

65

58

دو جون 1934 کو لندن سے تاج محمد ڈومبکی کے نام خط

2-6-34

بھائی! خط ملا ۔ آپ کی مصیبت اور تکلیف نے میری تکلیفوں میں ایک اور روحانی تکلیف کا اضافہ کردیا ہے ۔ بہرحال ہمیں اس ٹھونسے ہوئے نظامِ قدرت سے ایسے حوادث کے علاوہ اور کیا توقع رکھنی چاہیے:

قیدِ حیات و بندِ غم اصل میں دونوں ایک ہیں
مرگ سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں

اچھا بھائی! میری خواہش ہے، دلی تمنا ہے کہ آپ اچھے رہیں اور لایکلف اللہ نفساً الا وسعہا صحیح ثابت ہو ۔ میری تمام ہمدردیاں آپ کے اور آپ کے اقربا کے ساتھ ہیں ۔ ایک جلا وطن، آوارہ و بے خانماں اس کے علاوہ کر بھی کیا سکتا ہے ۔ آپ مجھے سردار نہ لکھا کریں ۔ خدا نے اس نحوست سے نجات دلا دی ہے ۔

آپ کا عزیز

Yousaf Aziz Magsi Chair
Yousaf Aziz Magsi Chair

Letter

66

ایک کونے میں لکھا ہے:

ایڈرس

M.Y.Khan

River Bank Penton Road

(??) Staines London

59

مولانا عبدالکریم ناظم جامعہِ عزیزیہ جھل کے نام خط

اللہ اکبر

محترمی مولوی عبدالکریم صاحب!

آپ نے اس سلسلے میں جو پارٹ ادا کیا ہے، اس کا شکریہ ادا کرنا میری عاجزانہ بساط سے باہر ہے۔

میرا رُواں رُواں، میرا ذرہ ذرہ آپ کا مشکور ہے۔ باایں ہمہ آپ اپنے فرض سے اب تک آزاد نہیں ہوئے، جب تک جھل میں تعلیمی معیار کو اُس بلندی پر نہ پہنچائیں جہاں آپ کا پیارا یوسف ۔۔۔ ہاں اپنی افتادِ طبیعت اور نرالی فطرت کی بدولت جلاوطن، دربدر یوسف ۔۔۔ اسے لانا چاہتا تھا۔ محبوب کا فرض ہے کہ وہ آپ کی ہر قسم کی مدد کرے۔ خدانخواستہ، خدانخواستہ اگر یہ سکیم برباد ہو گئی، رفتار کو گل محمد کے عہدِ جہالت کی حالت پر لایا گیا تو محبوب کو کہہ دو کہ یوسف، باوجود والد کی بے انتہا محبت کے انبار سینے میں چھپائے ہونے کے، اور باوجود اور حالات کے، خونِ جگر پی کر صبر اختیار کرے گا مگر جاہل، بزدل جھل میں کبھی نہیں آئے گا۔

Yousaf Aziz Magsi Chair
Yousaf Aziz Magsi Chair

67

آپ کے تمام رفقائے کار کو محبت بھرے سلام ۔ بھائیو! تم میرے رفیق تھے ۔ اور:

ماو مجنوں ہم سبق بودیم در دیوانِ عشق

مگر

او بصحرا رفت، ما در کوچہا گردیم ہنوز

نیاز، منظور، کمبو، عبیداللہ، پیر بخش، صالح محمد اور سب کو پیار!

آپ کا عزیز

از لندن

60

25 مئی 1935 کو میر شیر علی بنگلدنی کے نام خط

(بدست اختر علی بنگلدنی)

25-5-35

عید مبارک

زاہد تنگ نظر نے مجھے کافر جانا

اور کافر یہ سمجھتا ہے مسلمان ہوں میں

بھائی صاحب!

وعلیکم اسلام

آپ زخمہائے دل کو عریاں دیکھنے کے متمنی اور یہاں خودداری مانع ہے ۔ بنے تو کیسے؟ مجھے سب کچھ معلوم ہے جو میرے متعلق کہا جاتا ہے ۔ یہ ایک نئی بات نہیں ۔ ہمیشہ اس طرح کیا گیا ہے اور ہو رہا ہے ۔ بلکہ ہوتا رہے گا۔ پبلک کے کمزور حافظہ سے نا جائز فائدہ اٹھانے والے ان کے خادموں کو ہمیشہ رسوائے خلق کرنے کے لیے الزامات بناتے رہتے ہیں ۔ اور اکثر وبیشتر کامیاب ہو جاتے ہیں ۔ خیر یہ داستان طویل ہے ۔ میں بالاختصار صرف آپ کے سوالات کا جواب دوں گا ۔ اپنی صفائی مقصود نہیں ۔

مجھے سرداری کے لیے نہیں کہا گیا ۔اس لیے مجھ پر انکار کا بوجھ نہیں آسکتا۔
شرائط اب تک بدستور قائم ہیں ۔ مجھے سرداری سے اے جی جی کی منظوری سے ہٹایا گیا
ہے۔

میرا یورپ واپس جانا ۔کوئی ارادہ نہیں ۔کوئی سابقہ فیصلہ نہیں ۔ یہ اور بات ہے کہ بلوچستان اوراس کے بعد ہندوستان کی زمین کسی بھی خدمت کے لیے مجھے قبول نہ کرے اور یہاں پیٹ پالنا دشوار ہو جائے ۔

آپ جانتے ہیں قومی خدمت ہو یا مذہبی جب تک اس بدبخت پیٹ کے منہ سے فارغ البال نہیں تب تک (۔۔پڑھا نہیں جاتا ۔شاہ محمد) کوئی بھی خدمت تقریباً ناممکن ۔اس لیے بعینہ ایسی میری حالت ہے ۔ میں کسی آزاد تجارت کا سوچتا ہوں ۔اگر یہاں کامیاب ہو گیا تو زہے نصیب کہ (۔۔پڑھا نہیں جاتا ۔شاہ محمد) کے اندر رہ کر ہی اس پر آنسو بہاتا ۔ورنہ

ہر ملک ماست کہ ملکِ خدا است

تو مسلمانوں کا قدیمی شیوہ رہا ہے ۔
دل ودماغ منتشر ہیں ۔لہذا رخصت چاہتا ہوں ۔

محمد یوسف علی مگسی

خط نمبر

یہ خط کہاں کہاں سے ملا؟

1۔ کوڑ مکاتیب مگسی صفحہ نمبر 19
2۔ کوڑ مکاتیب مگسی صفحہ نمبر 19
3۔ کوڑ مکاتیب مگسی صفحہ نمبر 21
4۔ کوڑ مکاتیب مگسی صفحہ نمبر 22
5۔ کوڑ مکاتیب مگسی صفحہ نمبر 21
6۔ کوڑ مکاتیب مگسی صفحہ نمبر 35
7۔ کوڑ مکاتیب مگسی صفحہ نمبر 36، ہفت روزہ "بلوچستان" مارچ 1939 صفحہ نمبر 14
8۔ کوڑ مکاتیب مگسی صفحہ نمبر 38، ہفت روزہ "بلوچستان" مارچ 1939 صفحہ نمبر 14
9۔ کوڑ مکاتیب مگسی صفحہ نمبر 42، ہفت روزہ "بلوچستان" مارچ 1939 صفحہ نمبر 11
10۔ کوڑ مکاتیب مگسی صفحہ نمبر 44، ہفت روزہ "بلوچستان" مارچ 1939 صفحہ نمبر 14
11۔ کوڑ مکاتیب مگسی صفحہ نمبر 45، ہفت روزہ "بلوچستان" مارچ 1939 صفحہ نمبر 11
12۔ کوڑ مکاتیب مگسی صفحہ نمبر 46
13۔ کوڑ مکاتیب مگسی صفحہ نمبر 47، ہفت روزہ "بلوچستان" مارچ 1939 صفحہ نمبر 12 اردو میں ترجمہ
14۔ کوڑ مکاتیب مگسی صفحہ نمبر 23
15۔ کوڑ مکاتیب مگسی صفحہ نمبر 24
16۔ کوڑ مکاتیب مگسی صفحہ نمبر 48
17۔ کوڑ مکاتیب مگسی صفحہ نمبر 28

Yousaf Aziz Magsi Chair
Yousaf Aziz Magsi Chair

Yousaf Aziz Magsi Chair
Yousaf Aziz Magsi Chair

یوسف عزیز مگسی چیئر

یونیورسٹی آف بلوچستان، کوئٹہ